بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

شیعہ علماء پاکستان

سے

چند سوال

مؤلفہ

سید محمد حسین زیدی برستی

ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام
لاہوری گیٹ چنیوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

شیعہ علماء پاکستان
سے
چند سوال

مئولفہ

سید محمد حسین زیدی برستی

ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام
لاہوری گیٹ چنیوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

محترم علمائے کرام۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔

گذارش یہ ہے کہ انسان جو بھی دین اختیار کرتا ہے وہ اپنی عاقبت بخیر ہونے کے لئے ہی اختیار کرتا ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :۔ "والعاقبہ خیر وابقی" (الاعلیٰ) یعنی آخرت ہی زیادہ اچھی اور زیادہ باقی رہنے والی ہے' دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے "والعاقبہ للمتقین" (طٰہٰ) یعنی انجام متقین ہی کا اچھا ہے۔ اور تقویٰ صحیح ایمان اور عمل صالح کے بغیر ممکن نہیں ہے' کیونکہ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں اس طور پر کہ عمل بغیر ایمان کے ضائع اور بیکار ہے اور ایمان بغیر عمل کے دعوائے بے ثبوت ہے اور صحیح ایمان وہ ہے جو صحیح عقیدے کے مطابق ہو۔ گویا اسلام صحیح عقیدہ اور عمل کا دوسرا نام ہے' اور صحیح اسلام کا دوسرا نام مذہب شیعہ ہے اور مذہب شیعہ میں جن باتوں پر ایمان لانا یا جن باتوں کا عقیدہ رکھنا لازم و واجب ہے انہیں اصول دین کہتے ہیں اور جن باتوں پر عمل کرنا لازم و واجب ہے انہیں فروع دین کہتے ہیں۔

محترم علمائے کرام۔ تاریخ شیعہ یہ کہتی ہے کہ شیعوں میں جتنے بھی فرقے بنے وہ سب کے سب عقیدہ میں اختلاف کرنے کی بنا پر بنے اور فروع میں کسی مجتہد کی تقلید کرنے سے کوئی فرقہ نہیں بنا۔ مثلاً جمعہ کے بارے میں تمام شیعہ علماء کو علم ہے کہ امام زمانہ کی غیبت کے زمانہ میں کسی نے جمعہ کی نماز کو واجب عینی کہا' کسی نے حرام کہا' کسی نے واجب تخییری کہا' اور کسی نے اس کا نہ پڑھنا پڑھنے سے بہتر کہا اور یہ کہا کہ اگر کوئی پڑھنا چاہے تو رجاء مطلوب کی نیت سے پڑھ لے۔

لہٰذا میرا پہلا سوال یہ ہے کہ کیا شیعوں میں کبھی فروعی مسائل کے اختلاف کی بناء پر کوئی فرقہ یا گروہ بنا؟ مثلاً کیا رجاء مطلوب کی نیت سے جمعہ پڑھنے والا محسن حکیم کا فرقہ کہلایا؟ یا واجب تخییری کی نیت سے نماز جمعہ پڑھنے والا آقائے بروجردی یا آقائے خوئی کا فرقہ یا گروہ کہلایا؟ اور اگر فروعی اختلاف کی بناء پر کوئی فرقہ بنا ہے تو اس کا نام بتلایا جائے؟

جہاں تک عقیدہ کے اختلاف کی بات ہے تو حتماً و یقیناً شیعہ مذہب میں جتنے بھی

فرقے بنے وہ سب کے سب عقیدہ کے اختلاف کی بناء پر بنے اور ان میں سے زیادہ تر کا تعلق امامت کے مسئلہ پر اختلاف سے رہا۔ اور امامت کے مسئلہ پر اختلاف دو طرح سے ہوا۔ یا تو منصوص من اللہ امام کو چھوڑ کر کسی اور نے امامت کا دعویٰ کر دیا لہٰذا اس امام کا علیحدہ گروہ بن گیا۔ یا امامت کے بارے میں غلو کرنے سے علیحدہ فرقہ بنا۔ جس کا بانی عبد اللہ بن سبا تھا۔ اور یہ سب سے پہلا فرقہ تھا جو امامت کے بارے میں غلو کرنے کی وجہ سے علیحدہ فرقہ کہلایا۔ یہ فرقہ حضرت علی علیہ السلام کو خدا کہتا تھا۔ لہٰذا خود حضرت علیؑ نے اسے آگ میں جلا کر موت کی سزا دی۔ یہ فرقہ اپنے غلو کی بناء پر غالی کہلاتا تھا۔

عبد اللہ بن سبا کے بعد اس کی اولاد اور پیرو حضرت علیؑ کو خدا کہنے سے تو رک گئے مگر انہوں نے حضرت علیؑ کے بارے میں یہ نیا عقیدہ ایجاد کیا کہ خداوند تعالیٰ نے صرف حضرت علی کو پیدا کیا اور اس کے بعد خدا نے اور کوئی کام نہیں کیا۔ اس کے بعد جو کچھ کیا وہ حضرت علیؑ نے کیا اور جو کچھ کرتے ہیں وہ حضرت علی کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ تمام روایات جن میں حضرت علیؑ کی طرف نسبت دے کر یہ کہا گیا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا :۔ زمین کا خلق کرنے والا میں ہوں وغیرہ یہ سب روایات انہیں غالیوں کی وضع کردہ ہیں جنہوں نے یہ عقیدہ ایجاد کیا تھا کہ خدا نے حضرت علیؑ کو خلق کرنے کے بعد تمام کام حضرت علیؑ کو سپرد کر دیئے۔

محترم علمائے کرام سابقہ چودہ سو سال سے تمام شیعہ علماء اس عقیدہ کو عقیدہ تفویض کہتے آئے ہیں اور اس عقیدہ کے رکھنے والے فرقہ کو فرقہ مفوضہ کہتے آئے ہیں' مفوضہ کا یہی عقیدہ آئمہ اثنا عشر کے آنے تک بعد میں بارہ کے بارہ آئمہ طاہرینؑ کے بارے میں ہو گیا۔ اور انہوں نے یہ عقیدہ اپنا لیا کہ خدا نے صرف بارہ آئمہؑ کو خلق کرنے کے سوا اور کوئی کام نہیں کیا۔ اس کے بعد جو کچھ کیا وہ آئمہ اطہار نے کیا۔ اور جو کچھ کرتے ہیں وہ آئمہ اطہار کرتے ہیں۔

لہٰذا یہاں پر میرا تمام شیعہ علماء پاکستان سے دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ فرقہ مفوضہ جس کا چودہ سو سال سے تمام علماء شیعہ ذکر کرتے آئے ہیں اور انہیں بالاتفاق مشرک قرار دیتے آئے ہیں کیا آپ کے نزدیک اس فرقے کا کوئی وجود ہے یا نہیں؟

محترم علمائے کرام فرقہ مفوضہ' شیخ احمد احسائی (1241-1166) کے زمانے تک صرف اپنے عقیدہ کی بناء پر پہچانا جاتا تھا۔ لیکن اس کا مرزائیوں' یا وہابیوں کی طرح کوئی ایسا علیحدہ مستقل وجود نہیں تھا جو کسی رہبر و رہنما کی پیروی کرتے ہوئے ایک منظم صورت رکھتا ہو' بلکہ وہ شیعہ اثنا عشری ہی کہلاتے تھے۔ شیعوں میں گھلے ملے رہتے تھے اور صرف اپنے عقیدہ کی بناء پر پہچانے جاتے تھے۔

محترم علمائے کرام بارہویں صدی ہجری اور اٹھارویں صدی عیسوی کا زمانہ وہ زمانہ ہے جب استعمار نے شرق اوسط اور ایشیا کے ممالک میں اپنے تسلط کے لئے پاؤں پھیلانے شروع کئے۔ سلطنت ترکیہ کے ٹکڑے کرنے کے لئے لارنس آف عریبا کے ذریعہ شیوخ عرب سے بغاوتیں کرائیں۔ نجد و حجاز میں ھمفرے کے ذریعہ محمد بن عبد الوہاب کی وہابی تحریک کی پشت پناہی کی اور اپنے زیر اثر آل سعود کی حکومت قائم کرائی لیکن ہندوستان پر کامل غلبہ اور تسلط حاصل کرنے کے لئے ایران و عراق بیچ میں پڑتے تھے جہاں کی اکثریت شیعہ تھی اور ایران و عراق میں اپنا اثر و رسوخ بڑھائے بغیر ہندوستان تک رسائی مشکل تھی۔ لہٰذا استعمار کے کارندوں نے جہاں نجد و حجاز کے لئے محمد بن عبد الوہاب کا انتخاب کیا جو حنبلی تھا' اور نجد و حجاز کے ایک گاؤں عینیہ کا رہنے والا تھا۔ وہاں اسی زمانہ میں محمد بن عبد الوہاب کے مسکن سے قریب ہی کے علاقے احساء کے ایک گاؤں مطیرف سے شیخ احمد احسائی کو منتخب کیا جو شیعہ اثنا عشری کہلاتا تھا اور عقیدے کے اعتبار سے مفوضہ فرقے سے تعلق رکھتا تھا اور استعمار شیعان حقہ اور مفوضہ کے اختلاف سے اچھی طرح واقف ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی خوب جانتا تھا کہ شیعہ کہلانے کی وجہ سے شیخ احمد احسائی ان کے لئے بہترین اور کارآمد ہستی ہے۔ اور استعمار نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ ایران و عراق کے شیعوں میں پھوٹ ڈالنے اور ان کی قوت کو کمزور کرنے کا کام صرف مفوضہ کو تقویت پہنچا کر اور ان کی پشت پناہی کر کے ہی لیا جا سکتا ہے۔

محترم علماء کرام آپ اس بات سے ناواقف نہیں ہیں کہ مفوضہ کے پاس اپنے مذکورہ عقیدہ کے لئے کوئی دلیل نہیں تھی جس سے لوگوں کو قائل کر سکیں۔ لے دے کر صرف معجزات ہی تھے جن کو دلیل بنا کر وہ یہ کہتے تھے کہ یہ کام خدا کے کرنے کے ہیں لہٰذا خدا نے تمام کام ان کو سپرد کر دیئے ہیں۔ اس زمانے میں فلسفہ

یونان اور صوفیوں کا تصوف خدا سازی میں مشہور ہو چکا تھا لہٰذا استعمار غرب نے شیخ احمد احسائی کو فلسفہ و تصوف میں خوب اچھی طرح سے تربیت دے کر 1221ء میں سرہارڈ فورڈ کے ہمراہ ایران میں داخل کر دیا۔ اور اس بات کا ثبوت کہ اسے استعمار نے فلسفہ اور تصوف میں تربیت دی تھی یہ ہے کہ جن 37 علوم اور 10 کے قریب فنون کا عالم ہونے کا اس نے دعویٰ کیا ہے اس کے لئے نجد و حجاز میں آج تک کوئی یونیورسٹی نہیں ہے اور اپنے مرنے سے دو تین سال پہلے اس نے جو اپنی سوانح حیات لکھی ہے اس میں اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس کے یہ تمام علوم اسے بذریعہ وحی و الہام حاصل ہوئے ہیں اس نے یہاں دنیا میں آ کر کسی استاد سے نہیں پڑھا اور وہ لوگوں کی ہدایت کے لئے "مامور من اللہ" ہے لیکن اس کے اس دعوے کے باوجود کہ اس نے کسی سے نہیں پڑھا اس کی تصنیف و تالیف کردہ سینکڑوں کتابیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ وہ قرآن پڑھ اور بے سواد نہیں تھا علی الخصوص فلسفہ کا ماہر ہونے کی حیثیت سے اپنے ایک نئے اور جدید فلسفہ کا بانی تھا۔ تصوف کی مثالیں اور دلائل بڑے ماہرانہ انداز میں دیتا تھا۔ لہٰذا یہ بات مانے بغیر چارہ نہیں ہے کہ اس کی فلسفہ اور تصوف میں کامل طور پر تربیت کی گئی تھی۔ جس کے ذریعہ اس نے عقیدہ تفویض کو مدلل بنایا۔

شیخ احمد احسائی نے ایران پہنچ کر شہر یزد کو اپنا مستقر بنایا۔ لیکن جب اس نے یزد میں اپنے عقائد کی تبلیغ شروع کی تو یزد کے عوام میں ایک ہیجان برپا ہو گیا۔

محترم علمائے کرام شیخ نے ابھی تک اپنے فلسفہ اور علم کلام سے متعلق کوئی کتاب تصنیف نہیں کی تھی۔ صرف اپنے مسلک اور عقیدہ تفویض کو لوگوں کے سامنے بیان کیا تھا کہ شہر یزد میں ایک ہیجان برپا ہو گیا جیسا کہ کاظم رشتی نے "دلیل المتحیرین" کے صفحہ نمبر ۲۳ پر لکھا ہے کہ:

"ولما اشتهر عند الناس بعض مطالبه مما هو غير معروف يقوا يلهون به ويستغربون عنه" دلیل المتحیرین ص ۲۳

یعنی جب شیخ احمد احسائی کے بعض مطالب لوگوں میں مشتہر ہوئے جو ان کے نزدیک غیر معروف تھے۔ یعنی جن کو انہوں نے اس وقت تک نہ کہیں پڑھا تھا نہ کسی سے سنا تھا۔ تو یزد کے لوگوں میں ایک ہیجان برپا ہو گیا اور ہر ایک کی زبان پر

یہی تھا کہ یہ عقیدہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔

بہر حال اہل یزد کی مخالفت کی وجہ سے شیخ کے لئے شہر یزد میں ٹھہرنا محال ہو گیا۔ لہٰذا ان ہی ہاتھوں نے جو شیخ کو ایران لائے تھے' کرمان شاہ میں شاہزادہ محمد علی مرزا کے سایہ حمایت میں رہنے کا انتظام کرا دیا۔ اور شیخ نے خواب میں حضرت امیر المومنین" کو دیکھنے اور ان کی طرف سے عتبات عالیات چلے آنے کا بہانہ کر کے کرمانشاہ کی راہ لی چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ اپنی کتاب فہرست کتب مشائخ شیخیہ کے یزد سے جانے کا سبب اس طرح سے بیان کیا ہے۔

"سبب حرکت ایشاں از یزد دلگرانی بود کہ از بعض اکابر یزد پیدا کردند و رنجیدہ خاطر شدند و در خواب خدمت حضرت امیر علیہ السلام رسیدند کہ امر بحرکت بسوی عتبات عالیات فرمودند" فہرست کتب مشائخ ص ۱۶۷

یعنی شیخ کے یزد سے جانے کا سبب یہ تھا کہ ان کو بعض اکابر یزد کی طرف سے دلی صدمہ پہنچا تھا اور وہ ان سے رنجیدہ خاطر ہو گئے تھے لہٰذا خواب میں حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے شیخ کو عتبات عالیات چلے آنے کا حکم فرمایا۔

لیکن محترم علمائے کرام شیخ یزد سے تو عتبات عالیات کی زیارت اور امیر المومنین کے حکم کا بہانہ کر کے چلا تھا۔ لیکن راستہ میں کرمان شاہ میں شاہزادہ محمد علی مرزا کے پاس ٹھہر گیا۔ اور امیر المومنین کے حکم کی بھی پرواہ نہ کی اور کرمان شاہ میں ہی مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اور یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ استعمار کے کارندوں نے شیخ کا کرمان شاہ میں ٹھہرنے کا پہلے سے انتظام کرا دیا تھا۔

شیخ کو جب شاہزادہ محمد علی مرزا کے سایہ حمایت میں اطمینان حاصل ہو گیا تو اب اس نے 1229ھ کے بعد اپنے فلسفہ اور عقائد کی کتابوں کو تصنیف کرنے کا آغاز کیا اور اس نے اپنے فلسفہ کی تمام کتابیں جن میں اس نے اپنے عقیدہ تفویض کو اپنے جدید فلسفہ کے ذریعہ مدلل کیا اور علل اربعہ کا فلسفہ پیش کیا' کرمان شاہ میں رہتے ہوئے لکھیں۔ اور اس بات کا ثبوت خود ان کتابوں پر لکھی ہوئی تاریخیں ہیں جو 1229ھ سے 1236ھ کے درمیان ہیں۔

اگر کوئی شخص شیخ کے خوابوں اور سفرہائے زیارت پر غور کرے تو اسے معلوم

ہو جائے گا کہ شیخ کا ہر گھڑا ہوا خواب کسی مخفی ہاتھ کے دیئے ہوئے پروگرام کا سرپوش ہوتا تھا اور ہر سفر زیارت کسی نئے ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ ہونے کے لئے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے ہوتا تھا۔ یعنی شیخ نے جو بھی سفر زیارت کیا وہ نیا ہیڈ کوارٹر تبدیل کرنے کے لئے ہوتا تھا اور جو بھی خواب وہ گھڑ کر بیان کرتا تھا' وہ کسی نئے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہوتا تھا؟ چنانچہ جب 1237ھ میں محمد علی مرزا کا انتقال ہو گیا اور شیخ کو مہیا تمام سہولتیں ختم ہو گئیں۔ اور کرمان شاہ میں کوئی حمایت کرنے والا نہ رہا تو شیخ سے کرمان شاہ میں ٹھہرنا بھی دشوار ہو گیا۔ اور اس کا ثبوت شیخ عبد اللہ کا وہ بیان ہے' جو اس نے اپنے باپ کی سوانح حیات "شرح احوال شیخ احمد احسائی" میں لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:

"چند سال دیگر نیز با نہایت جلال و فراغت بال زیست فرمود تا آنکہ شہزادہ محمد علی مرزا برحمت ایزدی پیوست۔ پس از دی تمامی نعمت ہای آں بلاد روی بنقصان زوال آورد کہ گویا تماماً بوجود او بستہ بود" (شرح احوال شیخ احمد احسائی)

پھر کئی سال انتہائی عزت و وقار اور جاہ و جلال اور فارغ البالی کے ساتھ گذرے یہاں تک کہ شہزادہ محمد علی مرزا کا انتقال ہو گیا۔ شہزادہ کا مرنا تھا کہ شہر کرمان شاہ کی تمام نعمتوں پر زوال آ گیا گویا کہ یہ تمام نعمتیں شہزادہ کے وجود کے ساتھ وابستہ تھیں۔

اب آپ اندازہ لگایئے کہ شہزادے کے مرنے سے تمام شہر کرمان شاہ کی نعمتوں پر زوال آ گیا تھا یا شیخ کا آسرا ختم ہو گیا تھا۔ اور وہ نعمتیں جو شہزادے کے وجود سے شیخ کو میسر آ رہی تھیں وہ یکسر ختم ہو گئی تھیں۔ اور اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کرمان شاہ والے تو کرمان شاہ میں ہی رہے لیکن شہزادے کے مرنے کے بعد شیخ نے کرمان شاہ سے اپنا بوریا بستر باندھ لیا اور بہانہ وہی زیارت کا کیا چنانچہ شیخ عبد اللہ اپنے باپ کی سوانح حیات شرح احوال شیخ احمد احسائی میں لکھتا ہے کہ:

"در ایں وقت آں بزرگوار بعزیمت زیارت حضرت رضا علیہ السلام ارتحال فرمودہ تشریف فرمائے قم گردید واز آنجا بقزوین و از آنجا بطہران و در شاہ عبد العظیم منزل فرمود"

یعنی اس وقت ان بزرگوار نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کا ارادہ کیا اور کرمان شاہ سے چل پڑے، پہلے قم پہنچے قم سے قزوین گئے قزوین سے طہران آئے اور طہران سے شاہ عبدالعظیم آکر قیام کیا۔

دیکھ لیا آپ نے شیخ نے شہزادہ محمد علی مرزا کے مرنے کے بعد جب کرمان شاہ کو چھوڑا تو زیارت کے بہانے چھوڑا کیونکہ شہزادہ کی زندگی میں شیخ کے خلاف کسی میں مجال دم زدن نہیں تھی۔ لیکن شاہ کے مرنے کے بعد شیخ کی تمام نعمتیں بھی ختم ہو گئیں اور کرمان شاہ کے رہنے والے بھی اس کے عقائد کی وجہ سے اس کے مخالف ہو گئے۔ شیخ نے 1229ھ سے 1236ھ تک کرمان شاہ میں قیام کیا۔ اور اس عرصہ میں پوری دل جمعی کے ساتھ اپنی ساری فلسفہ کی بنیادی کتابیں یہیں رہتے ہوئے لکھی تھیں اور اس کے باطل عقائد کرمان شاہ والوں کے ذریعہ دور دور تک علماء کے کانوں تک پہنچ رہے تھے لہٰذا شیخ اپنے اس سفر میں قزوین پہنچا تو ملا محمد تقی برغانی نے اس کے باطل عقائد میں سے معاد کے بارے میں سوال کیا۔ اور معاد کے بارے میں شیخ کا عقیدہ خود اس کی اپنی زبان سے سننے کے بعد اس پر کفر کا فتویٰ صادر کیا، کلمہ از ہزار در رد مزدوران استعمار کا شیخی مبلغ لکھتا ہے کہ:

"اولین چاک تکفیر کہ بر پیکر ایں مرد پاک زدہ شد در قزوین و بدست جناب ملا محمد تقی سابق الذکر بود و اولین بہانہ تکفیر و تہمت ایں بود کہ شیخ منکر معاد جسمانی است"

یعنی سب سے پہلی تکفیر کی ضرب جو اس مرد پاک کے جسم پر لگائی گئی وہ قزوین میں اور اس ملا محمد تقی سابق الذکر کے ہاتھ سے تھی۔ اور سب سے پہلا بہانہ تکفیر و تہمت یہ تھا کہ شیخ احمد احسائی معاد جسمانی کا منکر ہے۔

محترم علمائے کرام تیسرا سوال ہمارا آپ سے یہ ہے کہ کیا معاد جسمانی اصول دین میں سے وہ عقیدہ نہیں ہے کہ جس سے انحراف کرنے والا نہ صرف شیعہ نہیں رہتا بلکہ وہ دین اسلام سے ہی خارج ہو جاتا ہے۔ کیا اس سے یہ بات بطور واضح ثابت نہیں ہے کہ شیخ احمد احسائی کو کافر اور خارج از دین اسلام خربوزے یا تربوز کو حلال یا حرام کہنے یا کسی فروعی مسئلہ میں اختلاف کی بناء پر نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن شیخ احمد احسائی کے پیرو یہ کہتے ہیں کہ چونکہ شیخ کا سارا ملک احترام کر رہا تھا لہٰذا محمد

تقی برغانی نے حسد کی وجہ سے شیخ پر کفر کا فتویٰ داغ دیا۔ پس پہلا شخص جس نے شیخ پر کفر کا فتویٰ لگایا اس کو شیخی حضرات نے حاسد کا لقب دیا۔

محترم علمائے کرام قزوین میں مسئلہ معاد جسمانی پر تکفیر کا واقعہ اتنا مشہور و معروف ہے کہ اس کا خود روسائے مذہب شیخیہ کو اقرار ہے چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ اپنی کتاب "فہرست کتب مشائخ" میں لکھتے ہیں کہ:

چیزی کہ مسلم است و قابل انکار نیست و از مجموع روایات مختلف پیدا است ہمانا مسئلہ تکفیر است کہ قطعا واقع شدہ و مرتکب اول آں مرحوم محمد تقی برغانی معروف بشہید ثالث بود" (فہرست کتب مشائخ ص ۱۵۱)

یعنی جو بات مسلم ہے۔ اور جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور مختلف روایات سے بطور واضح ثابت ہے وہ شیخ احمد احسائی کو کافر قرار دیئے جانے کا مسئلہ ہے کہ یہ واقعہ تکفیر قطعا واقع ہوا ہے اور اس کا مرتکب اول ملا تقی برغانی معروف بہ شہید ثالث تھے۔

بہرحال قزوین میں واقعہ تکفیر کے بعد شیخ سے ایران میں ٹھہرنا دشوار ہو گیا، اور کربلائے معلیٰ کو وطن بنانے کے لئے مختلف شہروں سے گذرتا ہوا کربلا پہنچا۔ اور وہاں جا کر شیخ نے اپنے عقائد کی تبلیغ کا آغاز کر دیا۔

جب کربلائے معلیٰ کے مراجع عظام کو اس کے عقائد بد کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے بھی شیخ کو مجمع عام میں طلب کر کے اس سے اس کے عقائد دریافت کئے۔ اور انہیں خلاف اسلام ہونے کی بناء پر اس کو کافر قرار دیا۔ چنانچہ کاظم رشتی اپنی کتاب دلیل المتحیرین میں لکھتا ہے کہ:

"والناس فی اول الامر حیث کان من بیت رفیع و شہرت البیت قد عمت جمیع البلاد و العباد و ہو یظہر الورع والزہد صدقوہ واتبعوا الذی تصدقہ" الخ دلیل المتحیرین ص ۹۲، ۹۳

یعنی لوگوں نے اول امر میں صرف اس لئے کہ وہ خاندانی بزرگ تھے اور مرجعیت کے بلند گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور تمام شہروں میں اور تمام لوگوں میں اس گھر کی شہرت تھی اور وہ خود متقی، پرہیزگار اور زاہد تھے لہٰذا اس بناء پر لوگوں نے شیخ کے خلاف ان کی تکفیر کی تصدیق کر دی اور ان کی طرف سے شیخ کو

کافر قرار دینے کو لوگوں نے مان لیا اور جس کسی کو وہ اجازہ دیتے تھے۔ وہ بھی شیخ کے بارے میں ان کی پیروی کرتا تھا بس یہ پیروی کرنے والے پاپی آگے چل کر روسائے قوم و مذہب و ملت ہو گئے اور اجماع میں داخل ہو گئے اور مخالفت کرنے والے افاضل تین اقسام میں تھے ایک مشہد سیدنا امام حسین علیہ السلام میں رہتے تھے اور دو نجف میں رہتے تھے۔

محترم علمائے کرام خود شیخ احمد احسائی کے شاگرد ارشد کاظم رشتی کی تحریر سے یہ بات ثابت ہے کہ جن بزرگ ترین علماء شیعہ نے شیخ پر کفر کا فتویٰ لگایا وہ مرجع عالیقدر شیعان جہاں تھے اور وہ سید علی صاحب ریاض کے فرزند سید محمد مہدی تھے اور خود رئیس شیعہ کو ان کے متقی زاہد اور پرہیز گار ہونے کا اقرار ہے۔ اور جن بزرگ ترین شیعہ علمائے کرام و مجتہدین عظام و مراجع تقلید شیعان جہاں نے شیخ کو کافر قرار دیا وہ رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان کی کتاب فہرست کے ص ۱۵۳ پر۔ کتاب ریحانۃ الادب جلد اول کے ص ۴۰ پر' منتخب التواریخ فارسی ص ۸۳۶ پر اور حجۃ الاسلام آیت اللہ فی الانام آقائے السید محمد حسین المرعشی الشہرستانی کی کتاب تریاق فاروق کے ص ۳۶ پر لکھے ہوئے ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

1- آقا سید محمد مہدی ابن سید علی صاحب ریاض
2- حاجی ملا جعفر استر آبادی
3- ملا محمد تقی برغانی ملقب ۔شہد ثالث
4- آقا سید ابراہیم قزوینی
5- آقا سید محمد حسین صاحب فصول
6- شریف العلماء مازندرانی
7- شیخ محمد حسین صاحب جواہر الکلام
8- ملا آقا دربندی وغیرہ وغیرہ

یہ سب کے سب علماء اپنے وقت کے مجتہدین عظام تھے' اور مراجع عالیقدر شیعان جہاں تھے لیکن شیخ احمد احسائی کے شاگرد ارشد سید کاظم رشتی نے' اپنی کتاب دلیل المتحیرین میں ان کو "پاپی" "فراعنہ امت" "بقایائے بنی امیہ" اور "منافقین" اور اراذل لکھا ہے۔

لہٰذا محترم علمائے کرام میرا چوتھا سوال آپ سے یہ ہے کہ کیا واقعا ہمارے یہ علماء "پاپی"۔ "فراعنہ امت"۔ "بقایائے بنی امیہ" اور منافقین اور اراذل تھے اور اگر نہیں تھے تو مجھے بتائیں کہ رئیس مذہب شیخیہ نے ان کو "پاپی"۔ "فراعنہ امت"۔ "بقایائے بنی امیہ" اور اراذل منافقین کیوں کہا؟

اور محترم علمائے کرام پانچواں سوال میرا آپ سے یہ ہے کہ یہ واقع تکفیر شیخ 1240ھ میں کربلا میں واقع ہوا اور کے بعد شیخ احمد احسائی سے کربلا میں ٹھہرنا دشوار ہو گیا اور وہ حج کے بہانے کربلا سے فرار ہو گیا اور حجاز جاتے ہوئے ہدیہ کے مقام پر راہی ملک عدم ہوا' اور خالصی کی وفات خود شیخیوں کے شائع کردہ رسالہ "تحفہ خالصیت پر پہلا ایٹم بم" کے صفحہ نمبر3 پر 1967ء لکھی ہوئی ہے۔ تو اب آپ مجھے یہ بتائیے کہ مبلغین شیخیہ چیخ چیخ کر یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ خالصی وہ پہلا شخص ہے کہ جس نے سب سے پہلے شیخ احمد احسائی کو کافر کہا ہمیں اس سے بحث نہیں ہے کہ خالصی کون تھا؟ کیا تھا؟ اور کیسا تھا؟ لیکن پاکستان کے بے خبر کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام کو دھوکہ دینے کی اس سے بڑھ کر بھی کوئی بات ہو سکتی ہے؟ اور محترم علمائے کرام اگر رئیس مذہب شیخیہ آپ؁ کے ان مسلمہ بزرگ علماء کو "پاپی"۔ "فراعنہ امت"۔ "بقایائے بنی امیہ" اور اراذل منافقین کہے تو پھر خالصی کے بارے میں تو وہ جتنے اتہام اور جتنی تہمتیں لگائیں انہیں کون روک سکتا ہے؟ اور ان کے جھوٹے پروپیگنڈے اور اتہام تراشی کی حد یہ ہے کہ انہوں نے عوام تو رہے ایک طرف بہت سے غافل اور اصل حقیقت حال سے بے خبر شیعہ علماء کو بھی خالصی کے پیچھے لگا دیا ہے۔

محترم علمائے کرام مذہب شیخیہ ایک مستقل اور منظم فرقہ ہے' جو شیعوں سے اسی طرح جدا ہوا جس طرح مرزائی فرقہ اہل سنت کے دیوبندی فرقہ سے جدا ہوا ہے۔ اور اگرچہ مذکورہ بزرگ شیعہ علماء نے شیخ احمد احسائی کو اس کے عقائد باطلہ کی بنا پر کافر قرار دینے کے بعد اس کے شاگردوں اور اس کے عقائد کی پیروی کرنے والوں کو شیخی کا لقب دیا تھا۔ لیکن شیخ کی پیروی کرنے والوں نے خود بھی اس لقب کو قبول کر لیا اور وہ اس پر فخر کرتے ہیں چنانچہ کاظم رشتی اپنی کتاب دلیل المتحیرین کے ص ۱۲ پر لکھتا ہے کہ:

"و اما هذا الشیخ الجلیل والعالم النبیل الذی یسمی المنتسبون لکشفیه او الشیخیه هو الشیخ احمد بن الشیخ زین الدین..... الخ"

یعنی یہ شیخ جلیل جس کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے کشفی یا شیخی کہلاتے ہیں وہ شیخ احمد بن الشیخ زین الدین..... احسائی ہے۔

محترم علمائے کرام کاظم رشتی کے بعد مذہب شیخیہ کئی فرقوں میں بٹ گیا جن میں سے بعض ختم ہو گئے لیکن دو فرقے شیخ احمد احسائی کے عقائد کو پھیلانے میں بڑے زور شور کے ساتھ جدوجہد کر رہے ہیں۔ ایک کا نام مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان ہے جس کے بانی کاظم رشتی کے شاگرد محمد کریم خان کرمانی تھے اور ان کا سلسلہ جانشینی باقاعدگی کے ساتھ جاری ہے' اور دوسرے فرقہ کا نام شیخیہ حقاقیہ ہے اس کا آغاز کاظم رشتی اور شیخ احمد احسائی کے شاگرد مرزا حسن گوہر سے ہوتا ہے لیکن اس کے بعد اس فرقہ کا سلسلہ ریاست ترکی کے شہر اسکو کے ایک شخص محمد باقر اسکوئی کی طرف منتقل ہو گیا محمد باقر اسکوئی کے بعد اس فرقے کے سربراہ موسیٰ اسکوئی ہوئے موسیٰ اسکوئی کے بعد علی اسکوئی اس فرقے کے سربراہ بنے اور علی اسکوئی کے بعد اس فرقے کے سربراہ مرزا احسن اسکوئی ہیں جن کی سکونت کویت میں ہے۔ اور پاکستان کے تمام مبلغین شیخیہ اب ان ہی کے ساتھ وابستہ ہیں اور شیخیوں کی یہ دونوں شاخیں خود کو کاملا ایک علیحدہ فرقہ کی حیثیت سے متعارف کراتی ہیں چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ کرمان اپنی کتاب ہدایت الطالبین کے ص ۱۶ پر لکھتے ہیں کہ:

"بدانکہ شبہ دراین مطلب از برائے ہیچکس از آگاہان بلکہ تا بہ مردم ایران نیلست کہ فرقہ شیعہ یومنا ھذا کہ سن یکہزار و دویست و شست و یک ہجری است دو فرقہ شدہ اند یکی مسمی "بشیخی" دیگی مسمی "بیالاسری" مگر جمعی از غافلان و سفہاء اطفال و نسوان کہ این مطلب بگوش ایشان نخوردہ" (ہدایت الطالبین ص ۱۶)

یعنی معلوم ہونا چاہئے کہ اس بات میں ذرا سا بھی شبہ نہیں ہے کہ تمام آگاہ لوگوں کو بلکہ تمام اہل ایران کو اس بات کا علم ہے کہ اس زمانہ میں کہ 1261ھ ہے مذہب شیعہ دو فرقوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ ان میں سے ایک کا نام "شیخی" ہے اور دوسرے کا نام "بالاسری" ہے سوائے ان لوگوں کے جو یا تو غافل ہیں یا احمق

ہیں یا بالکل بچے ہیں یا خانہ نشین عورت ہیں کہ جن کے کانوں تک یہ بات نہ پہنچی ہو۔

محترم علمائے کرام بتلائیے کیا آپ کو یہ بات تسلیم ہے یا نہیں؟ کہ 1261ھ میں مذہب شیعہ دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔ اگر آپ کو یہ بات، تسلیم نہیں تو پھر آپ رئیس مذہب شیخیہ کے نزدیک یا غافل ہیں یا احمق ہیں یا بچے ہیں یا خانہ نشین عورت ہیں اور اگر آپ کو یہ بات تسلیم ہے تو پھر بتلائیے کہ آپ "بالاسری" ہیں یا شیخی ہیں؟ کیونکہ جب آپ کے ان بزرگ علماء نے شیخ احمد احسائی کو کافر قرار دے کر اس کی پیروی کرنے والوں کو شیخی کہا تو وہ آپ کے علماء کو کیوں چھوڑتے انہوں نے انہیں "بابی" کہا "فراعنہ امت کہا"۔ بقایائے بنی امیہ" کہا اور منافقین و ارذال کہا اور شیخ احمد احسائی کو کافر قرار دینے میں ان کے فرقہ کا نام "بالاسری" رکھا۔ اور ان کو بالاسری کہنے کی وجہ خود رئیس مذہب شیخیہ نے اپنی کتاب ہدایت الطالبین میں یہ بیان کی ہے۔

"چوں شیخ جلیل پشت سر نمازی کرد و امام را پیشوائے خود قرار میداد حضرات بنا را بر بالائے سر قبر و پیش رو گذاردند و بالائے سر و پیش رو نماز کردند" (ہدایت الطالبین ص ۸۳)

یعنی چونکہ شیخ جلیل پشت سر امام نماز پڑھتے تھے اور امام کو اپنا پیشوا قرار دیتے تھے مخالفین نے قبر مبارک کے بالائے سر اور قبر کے سامنے نماز پڑھنی شروع کر دی اور بالائے سر اور قبر کے سامنے نماز پڑھنے لگے۔

محترم علمائے کرام یہ صرف ایک بہانہ تھا ورنہ اس کی اصل وجہ خود اسی رئیس مذہب شیخیہ نے اپنی کتاب ہدایت الطالبین کے ص ۸۵ پر یوں لکھی ہے کہ:

"حاصل آنکہ بالاسری کسی است کہ شیخ را و سید را و اتباع ایشان را در اعتقاد کافری داند" (ہدایت الطالبین ص ۸۵)

یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ ہر وہ آدمی بالاسری ہے جو شیخ احمد احسائی اور کاظم رشتی کو اور ان کی پیروی کرنے والوں کو اعتقاد میں کافر جانتا ہے۔

حالانکہ یہی رئیس مذہب شیخیہ اپنی اسی کتب ہدایت الطالبین کے ص ۸۴ پر یوں لکھتا ہے کہ:

"دیگر: کہ نماز پیش روی قبر و برابر سر جائز است واجب کہ نیست کہ شخص آں را مداومت کند" (ہدایت الطالبین ص ۸۴)

یعنی میں یہ مانتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں کہ قبر کے سامنے اور سر کے برابر نماز پڑھنا جائز ہے۔ لیکن یہ بات واجب تو نہیں ہے کہ کوئی آدمی ہمیشہ وہیں پر نماز پڑھتا رہے۔

معلوم ہوا کہ اصل وجہ وہی ہے جو اس نے ص ۸۵ پر بیان کی ہے کہ شیخ احمد احسائی اور اس کی پیروی کرنے والوں کو اعتقاد میں کافر جاننے والوں کو شیعہ نہیں کہنا بلکہ کوئی نہ کوئی دوسرا نام ضرور رکھنا ہے۔

محترم علمائے کرام آپ کا بالا سری نام صرف شیخیہ رکنیہ کرمان نے ہی نہیں رکھا بلکہ شیخیہ احقاقیہ کویت نے بھی آپ کا نام بالا سری ہی رکھا ہے اور شیخ کے شاگرد ارشد سید کاظم رشتی نے تو نہ صرف آپ کے مذکورہ علماء کو پاپی کہا' فراعنہ امت کہا' بقایائے بنی امیہ کہا اور منافقین و ارزال کہا' بلکہ ان کا نام بالا سری اسی نے رکھا ہے اور اس طرح اپنے ماننے والوں کو یہ سبق دیا کہ جو بھی کوئی تمہارے مقابلہ میں آئے اس پر اسی طرح تہمتیں لگانا اور اپنے مقابلہ میں اسی طرح سے ان کا بھی کوئی اور نام رکھنا۔ آپ نے رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان کا بیان اوپر ملاحظہ کر لیا اب شیخیہ احقاقیہ کویت کا بیان ملاحظہ ہو جن کے ساتھ تمام مبلغین شیخیہ پاکستان وابستگی رکھتے ہیں۔ آپ حجۃ الاسلام فاضل العلامہ محسن الامین العاملی سے اچھی طرح واقف ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب "اعیان الشیعہ" میں کاظم رشتی کی کتاب دلیل المتحیرین کے حوالے سے شیعہ اصولیہ اور فرقہ شیخیہ کے اختلاف کو بیان کیا تھا۔ یعنی مذہب شیخیہ کے مقابلہ میں خود کو یا دوسرے شیعوں کو شیعہ اصولیہ لکھا تھا۔ اس کے جواب میں رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا علی الکوئی نے جو موجودہ رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کے بڑے بھائی اور ان سے پہلے رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ تھے اپنی کتاب "فی الانتقاد علی اعتراضات العاملی" میں اس طرح لکھا ہے کہ:

"ثم ان فی نقلہ ترجمہ السید کاظم رشتی الحائری للشیخ فی صفحہ ۳۹۳ قال فی رسالہ لہ ذکر اختلاف الا صولیہ والشیخیہ

انتھی

لا یخفی انہ سلمہ اللہ تعالی غیر تعبیر السید عن المقابلین الشیخیہ و سماھم اصولیہ و جعل الا صولیہ قسیما للشیخیہ

و الحال ان الشیخیہ قسما منھم فکیف یجعلھم قسیما لھم ففی الحقیقہ ان الا مامیہ تنقسم الی اخباریہ و اصولیہ و ھم ای الاصولیہ انقسموا الی شیخیہ و غیر شیخیہ

و ھولاء ای غیر الشیخیہ فی مقام التعبیر و التعریف عنھم علی ما فی دلیل المتحیرین للسید الرشتی یعبر عنھم: بالا سریہ یقال شیخیہ و بالا سریہ لا شیخیہ و اصولیہ

ترجمہ: "یعنی فاضل العلامہ محسن الامین العاملی نے اپنی کتاب اعیان الشیعہ کے صفحہ ۳۹۳ پر شیخ احمد احسائی کی اس سوانح حیات کو جو کاظم رشتی نے (دلیل المتحیرین میں لکھی تھی) نقل کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ: "فی رسالہ لہ ذکر اختلاف الاصولیہ والشیخیہ" سید کاظم رشتی نے اپنی کتاب دلیل المتحیرین میں شیعہ اصولیہ اور فرقہ شیخیہ کے اختلاف کو بیان کیا ہے۔ انتھی

یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ "فاضل العلامہ" نے سید رشتی کی لکھی ہوئی اس تعبیر کو بدل دیا ہے جو اس نے شیخیوں کے مقابلہ میں دوسرے شیعوں کو کہا تھا اور اس طرح شیخیہ کو شیعہ اصولیہ سے جدا مذہب قرار دیدیا' حالانکہ شیخیہ بھی شیعوں ہی کی ایک قسم ہے ان کو شیعوں سے جدا مذہب کیسے بنا دیا۔ اور فی الحقیقت امامیہ دو فرقوں میں تقسیم ہوئے ایک اخباری اور دوسرے اصولی' (و ھم ای الاصولیہ انقسموا الی شیخیہ و غیر شیخیہ) اور وہ یعنی اصولیہ دو قسموں میں بٹ گئے ایک شیخیہ دوسرے غیر شیخیہ

اور یہ جو باقی غیر شیخیہ رہے ان کو مقام تعبیر میں سید کاظم رشتی نے اپنی کتاب دلیل المتحیرین میں بالا سری کا لقب دیا پس وہ شیخیوں کے مقابلہ میں بالا سریہ ہیں شیخیوں کے مقابلہ میں شیعہ اصولیہ نہیں ہیں؟

محترم علمائے کرام رئیس شیخیہ احقاقیہ کے بیان سے ثابت ہو گیا کہ جس طرح مذکورہ علماء شیعہ کو شیخی عقائد کو باطل قرار دینے پر "پاپی" فراعنہ امت' بقایائے بنی

امیہ اور منافقین و ارزال بھی کاظم رشتی نے کہا تھا اسی طرح شیخ احمد احسائی کی پیروی کرنے والوں کا نام شیخی رکھنے کے مقابلہ میں دوسرے غیر شیخیہ کا نام بھی سید کاظم رشتی نے ہی بالا سری رکھا تھا۔

محترم علمائے کرام اس میں شک نہیں کہ جس طرح پاکستان میں بریلوی، دیوبندی وغیرہ اہل سنت ہی کی قسمیں ہیں نہ بریلوی اہل سنت سے جدا ہیں نہ دیوبندی اہل سنت سے جدا ہیں اسی طرح امامیہ میں سے اخباری اور اصولی حقیقتاً امامیہ ہی کی قسمیں ہیں نہ اخباری امامیہ سے جدا ہیں نہ اصولی امامیہ سے جدا ہیں۔ یہ دونوں امامیہ ہیں اور ان میں صرف اجتہاد یا مقلد اور غیر مقلد کا اختلاف ہے لیکن اہل سنت میں سے چاہے بریلوی ہو چاہے دیوبندی ہو کوئی بھی قادیانی مرزائیوں کو اپنے میں شمار نہیں کرتا وہ ان کی قسم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ اہل سنت سے جدا ہو گئے ہیں یعنی وہ قسما منھم نہیں ہیں بلکہ قسیما لھم ہیں چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوئ وحی و الہام کے ساتھ مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا لہٰذا اہل سنت نے انہیں قسیما لھم قرار دیا بیشک وہ اہل سنت کے دیوبندی فرقے سے جدا ہوئے ہیں مگر اب انہیں دیوبندی فرقے میں شمار نہیں کیا جا سکتا حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے اسی طرح قرآن کو مانتے ہیں اسی طرح صحابہ کو مانتے ہیں اسی طرح ابو حنیفہ کی فقہ پر عمل کرتے ہیں لیکن بزرگ ترین شیعہ علماء نے تو صرف شیخ احمد احسائی کے دعوئ وحی و الہام کی بناء پر نہیں بلکہ چونکہ اس نے اپنے جدید فلسفہ اور ملل اربعہ کے نظریہ کے ماتحت تمام شیعہ اور اسلامی بنیادی عقائد کو بدل کر رکھ دیا لہٰذا مذکورہ شیعہ علماء نے اس کو کافر قرار دے کر اسی طرح اس کے ماننے والوں کو شیخی قرار دیا جس طرح مرزا غلام احمد کے ماننے والوں کو اہل سنت نے کافر قرار دے کر مرزائی قرار دیا تھا لہٰذا شیخی حضرات مرزائیوں کی طرح شیعوں کی قسم سے نہیں ہیں بلکہ شیعوں سے جدا ہو گئے ہیں یعنی قسما منھم نہیں ہیں بلکہ قسیما لھم ہیں۔

اور رئیس مذہب شیخیہ کے اس بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کاظم رشتی نے بھی اور رئیس شیخیہ احقاقیہ نے بھی "غیر شیخیہ" شیعوں کا نام بالا سری "قسیما منھم" بننے کے لئے رکھا ہے یعنی شیعہ اصولیہ امامیہ کی دو قسمیں ہیں ایک شیخیہ دوسرے غیر شیخیہ اور ان غیر شیخیہ کا نام انہوں نے اس وقت بالا سری رکھا تھا۔ حالانکہ شیعہ

علماء نے انہیں قسیما لھم قرار دیا تھا۔

محترم علمائے کرام میرا چھٹا سوال آپ سے یہ ہے کہ آپ مجھے اور تمام شیعان پاکستان کو یہ بتلائیں کہ آپ شیخی ہیں؟ یا بالا سری ہیں؟ کیونکہ روسائے شیخیہ کے نزدیک اصولی شیعوں کی صرف دو ہی قسمیں ہیں ایک شیخی دوسرے غیر شیخیہ جن کا نام اس وقت کاظم رشتی نے قسما منھم بننے کے لئے بالا سری رکھا تھا۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ خود روسائے شیخیہ کے نزدیک شیخی تو وہ ہے جو شیخ احمد احسائی کے عقائد کا پیرو ہے اور بالا سری وہ ہے جو شیخ اور ان کی پیروی کرنے والوں کو ان عقائد کی بناء پر کافر یا برا سمجھتا ہے۔

محترم علمائے کرام بالا سری کا نام فقط "تیلی رہے تیل تیرے سر پر کولہو" کے مصداق رئیس شیخیہ نے اپنے پیروکاروں کو ایک سبق کے طور پر تعلیم کیا تھا "بالا سری" کہنے کی کوئی بنیاد نہیں تھی یہ لفظ ہرگز آگے نہیں چل سکتا تھا یہ کاظم رشتی نے اپنے ماننے والوں کو ایک گر سکھایا تھا کہ جب بھی کوئی تمہارے مقابلہ میں تمہارے عقائد کا رد و ابطال کرنے اٹھے تو تم اس کا اپنے مقابلہ میں دوسرا نام ضرور رکھنا اور جس طرح ہم نے ان بزرگ ترین شیعہ علماء و مراجع عظام کو "پاپی"۔ "فراعنہ امت"۔ "بقایائے بنی امیہ" اور منافقین اور ارزال کہا ہے تم بھی اس پر خوب تہمتیں لگانا اسے خوب بدنام کرنا۔ لہٰذا پاکستان میں شیخیوں کے مقابلہ میں غیر شیخیہ "شیعہ اصولیہ" کا نام خالصیت اور ڈھکو پارٹی رکھا گیا۔ اور پاکستان کے بے خبر کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے یہ کہا گیا کہ خالصی پہلا شخص ہے جس نے شیخ احمد احسائی کے عقائد کے رد و ابطال میں کتابیں لکھیں اور اسے کافر قرار دیا۔ پس جو شخص شیخی عقائد کو باطل کہتا ہے وہ خالصی ہے اور چونکہ پاکستان میں ڈھکو صاحب نے پاکستان کے بے خبر شیعہ عوام کو آگاہ کرنے کے لئے اصول الشریعہ کے ذریعہ خبردار کیا لہٰذا وہ خالصی کے پیرو ہوئے اور اب جو پاکستان میں شیخیوں کو اور شیخی عقائد کو برا کہے وہ خالصی اور ڈھکو پارٹی سے ہے۔

محترم علمائے کرام ہم نے اپنی کتاب "شیخیت کیا ہے اور شیخی کون" میں ایران و عراق و ہندوستان کے بزرگ ترین شیعہ علماء اور مجتہدین عظام کی تصنیف کردہ ۳۳ کتابوں کی فہرست پیش کی ہے جنہوں نے اپنی اپنی کتابوں میں شیخی عقائد کا ردو

ابطال کیا ہے چنانچہ ان میں سے سب سے پہلی کتاب خود شیخ احمد احسائی کے کربلائے معلی کے قیام کے دوران ہی لکھی گئی جس کے بارے میں خود کاظم رشتی نے اپنی کتاب دلیل المتحیرین میں اس طرح لکھا ہے کہ:

"حتی ان شخصا لا برد اللہ مضجعه و لا یرزقه جنته قد کتب کتابا و ذکر فیه المذاہب الباطله من مذاہب الملاحده والزنادقه والصوفیه والغلاة والمفوضه و مذاہب اہل التثلیث و مکائد اہل التلبیس کلها نسبها الی ذالک العالم الربانی والولی الصمدانی و کان له مجلس عصر تجتمع الناس عنده فیقرء علیهم ذالک الکتاب و یقول لهم ان هذا اعتقادات الشیخ احمد الاحسائی فتصیح الناس باللعنه والتبری" (دلیل المتحیرین ص ۳۱)

ترجمہ :۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے خدا اس کی قبر کو ٹھنڈا نہ ہونے دے اور اس کو جنت نصیب نہ کرے ایک کتاب لکھی اور اس کتاب میں اس نے تمام مذاہب باطلہ مثلاً ملاحدہ' زنادقہ' صوفیہ' غلات' مفوضہ اور نصاریٰ وغیرہ کے اعتقادات کا بیان لکھ کر ان سب کو شیخ احمد احسائی کی طرف نسبت دی وہ عصر کے وقت ایک مجلس منعقد کیا کرتا تھا۔ جس میں کربلائے معلی کے لوگ اس کے پاس جمع ہوتے تھے اور وہ اس کتاب کو ان کے سامنے پڑھ پڑھ کر سنایا کرتا تھا اور ان سے کہا کرتا تھا کہ یہ ہیں شیخ احمد احسائی کے اعتقادات' شیخ احمد احسائی کے ان اعتقادات کو سن کر لوگ چیخ چیخ کر نعرے لگاتے تھے کہ شیخ احمد احسائی پر لعنت' شیخ احمد احسائی پر لعنت۔

محترم علمائے کرام پاکستان کے تقریباً سارے ہی شیعہ عوام نہ تو شیخ احمد احسائی کے نام سے واقف تھے اور نہ ہی شیخی عقائد سے آگاہ تھے اور نہ ہی مذہب شیعہ کے بارے میں کچھ جانتے تھے بلکہ وہ تو ان شیخی عقائد کو ہی جو مولانا محمد بشیر انصاری صاحب اور ان کی جماعت کے دوسرے ساتھی مبلغین شیعہ مجالس عزا میں بیان کر رہے تھے۔ اپنی بے خبری میں شیعہ عقائد سمجھ رہے تھے۔ اور اب بھی بہت سے بے خبر کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام ان عقائد مذہب شیعہ کو ہی شیعہ عقائد سمجھ رہے ہیں۔ لیکن اصول الشریعہ کے شائع ہونے کے بعد یہ بات روشن ہو گئی کہ وہ

عقائد جو مولانا محمد بشیر انصاری صاحب اور ان کے ساتھی علماء بیان کر رہے ہیں یہ تو شیخ احمد احسائی کے باطل عقائد ہیں لہٰذا بہت سے شیعہ غیر متعصب دانشوروں اور شیعہ عوام نے اپنے عقائد کی درستی کی طرف توجہ دینی شروع کر دی' چونکہ یہ بات مبلغین شیعہ کے راستے میں نہ صرف ایک رکاوٹ تھی بلکہ ان کے مذاہب کو بھی آشکارا کرنے والی تھی۔ لہٰذا ان کی وہی پرانی سیرت بروئے کار آئی اور اپنے مقابلہ میں شیعہ حقہ اصولیہ جعفریہ اثنا عشریہ کا نام رکھنے کی سوجھی۔ لیکن اب پاکستان میں بالاسری کا نام نہیں چل سکتا تھا اور "قسما منھم" بننے کے لئے دوسروں کا نام رکھنا بھی ضروری تھا لہٰذا پاکستان میں مذہب شیعہ کے سب سے بڑے مبلغ مولانا محمد بشیر انصاری صاحب نے اسے خالصی کی سیرت کا احیاء قرار دے کر یہ تحریک کی کہ اب "بالاسری" کا نام نہیں چل سکتا تم ان لوگوں کو جو شیخ احمد احسائی کو کافر اور اس کے عقائد کو باطل سمجھتے ہیں خالصیت کہو۔ ثبوت کے لئے مولانا محمد بشیر انصاری صاحب کے دو خطوط کے فوٹو صفحہ نمبر۳۴' ۳۵ پر ملاحظہ کریں۔ خط کشیدہ سطروں کا غور سے مطالعہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ پاکستان میں شیخی عقائد کی تبلیغ کرتے رہے ہیں اور مذہب شیعہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا اصول الشریعہ میں شیخ احمد احسائی کے عقائد باطلہ کی رد کرنے کو انہوں نے خالصی کی سیرت کا احیاء کہا اور اس کا دفاع اوجب واجبات سے قرار دیا۔ اور لوگوں کو یہ تاثر دیا جیسا کہ خالصی پہلا شخص ہے جس نے شیخ احمد احسائی کو کافر کہا اس کے عقائد کے ابطال میں کتابیں لکھیں اور اس کے ماننے والوں کو شیعہ کہا ہے۔ حالانکہ آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ نہ خالصی پہلا شخص ہے جس نے شیخ کو کافر کہا نہ خالصی پہلا شخص ہے جس نے شیخ کے عقائد کے ابطال میں کتابیں لکھیں اور نہ ہی خالصی پہلا شخص ہے جس نے شیخ کی پیروی کرنے والوں کو شیخی کہا۔

محترم علمائے کرام کوئی شیعہ خود کو بالا سری نہیں کہتا لیکن شیخی حضرات تسلیم کرتے ہیں کہ وہ پیروان شیخ ہیں وہ مذہب شیعہ رکھتے ہیں اور عقائد شیعہ کو ایک علیحدہ عقیدہ کے طور پر تسلیم کرتے ہیں ملاحظہ ہوں مولانا محمد بشیر انصاری کے خطوط کے فوٹو جو صفحہ نمبر۳۴ و صفحہ نمبر۳۵ پر پیش کئے گئے ہیں لیکن چونکہ پاکستان میں بالا سری کا نام نہیں چل سکتا تھا لہٰذا انہوں نے پاکستان میں بالا سری کی بجائے شیعان

فقہ جعفریہ کے لئے خالصیت کا نام تجویز کیا ہے اور اس میں وجہ تشبیہ یہ ہے کہ شیخ کے زمانہ میں جن علماء و مجتہدین عظام و مراجع عالیقدر شیعان جہان نے شیخ کو کافر قرار دیا تھا وہ بالائے سر امام نماز پڑھاتے تھے لہٰذا وہ بالا سری کہلائے اور زمانہ ماضی قریب میں چونکہ خالصی نے اور ڈھکو صاحب نے شیخ کے عقائد کے باطل ہونے کا بیان کیا لہٰذا اب جو بھی کوئی شیخ کے عقائد کو باطل سمجھے وہ خالصی ہے اور ڈھکو پارٹی ہے۔

محترم علمائے کرام شیعوں نے پاکستان میں مولانا محمد بشیر انصاری کی انگیخت پر بالا سری کی بجائے شیعان فقہ جعفریہ کے لئے خالصیت کا نام تجویز کیا ہے اس سے پہلے نہ پاکستان میں کوئی خالصی کو جانتا تھا نہ کوئی اس کا مقلد تھا اور نہ اب ہے لیکن وہ اب ہر اس شخص کو جو شیخیت کے خلاف کچھ کہے یا شیخی عقائد کو باطل کہے وہ شیعوں کے نزدیک خالصی ہیں اور ڈھکو پارٹی سے ہیں، چاہے مولانا ملک اعجاز حسین صاحب اپنے انٹرویو میں یہ کہتے رہیں کہ میں "خالصی کا قربتا الی اللہ مخالف ہوں" لیکن چونکہ وہ اپنی مجالس میں بعض شیخی عقائد کا ابطال کرتے رہے ہیں لہٰذا وہ اپنا نام شیعوں کے شائع کردہ پمفلٹ "فتنہ خالصیت پر پہلا ایٹم بم" کے صفحہ نمبر ۳ پر "خالصی فرقے کے شجرہ نسب" میں ان الفاظ کے ساتھ : (ملک اعجاز اعوان) (گلاب شاہ) (اختر عباس) اور (مولوی اللہ وسایا علی پوری عرف صفدر حسین) کی ردیف میں لکھا ہوا دیکھ سکتے ہیں۔

محترم علمائے کرام ذرا اس بات پر غور کریں کہ اگر کسی عالم نے شیعوں کے کسی ایک بھی عقیدے کے خلاف بات کی تو اسے انہوں نے بلا جھجک خالصی کا نائب لکھا ہے۔ چنانچہ محض نوع نبی و امام کے مسئلہ میں اختلافی بیان کی بناء پر شیخی مبلغ مرزا یوسف صاحب نے اپنی کتاب "حقائق العقائد" کے صفحہ ۹۶ پر خالصی کے جو سات پاکستانی نائبین لکھے ہیں ان کے نام اور اسم گرامی حسب ذیل ہیں۔

1- مفتی جعفر حسین 2- مولوی محمد یار شاہ 3- مولوی اختر عباس 4- مولوی محمد حسین ڈھکو 5- مولوی سیف اللہ 6- مولوی حسین بخش جاڑا 7- مولوی گلاب شاہ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

اب استاذ العلماء قبلہ علامہ محمد یار شاہ صاحب کی اولاد امجاد خالصی کو خواہ جو

کچھ کہتی رہے۔ ان کے والد بزرگوار کا نام نامی اور اسم گرامی شیعوں کی کتاب میں خالصی کے نائب کی حیثیت سے لکھا ہوا ہے۔ لہٰذا حتماً و یقیناً وہ خالصی کے نائب کی اولاد ہوئے۔

محترم علمائے کرام ڈھکو صاحب کی کتاب اصلاح الرسوم کے حوالے سے فریب خوردگان مذہب شیخیہ ذاکرین نے سارے پاکستان میں ایک طوفان کھڑا کر دیا اور اپنے زبردست پروپیگنڈے کے ذریعہ جہاں عوام کو بھڑکایا اور مشتعل کیا وہاں اکثر علماء کو خوفزدہ کر دیا۔ خلاصہ کے طور پر اس کتاب میں کچھ باتیں اصول دین سے متعلق تھیں جن پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔ اور ان کا عقائد میں شمار ہوتا ہے۔ کچھ باتیں فروع دین سے متعلق تھیں جن پر عمل کیا جاتا ہے۔ کچھ باتیں رسوم سے متعلق تھیں جن کا نہ اصول سے تعلق ہے نہ فروع دین سے۔

ہم نے فریب خوردگان مذہب شیخیہ ذاکرین اور بڑے بڑے شیخی گرگوں کی چیخ و پکار اور واویلا کو خوب اچھی طرح کان لگا کر سنا ہے۔ باوجود اس کے کہ انہوں نے اس کتاب کے خلاف آسمان سر پر اٹھایا ہوا تھا، لیکن انہوں نے بھی کوئی ایسی بات نہیں کی جس میں اصول دین یا کسی عقیدے کے بارے میں کوئی اعتراض کیا ہو۔ لیکن ڈوگر صاحب نے جن علماء سے انٹرویو لیا ہے ان میں سے بعض نے یہ کہا ہے کہ ہمیں ان کے نظریات سے اختلاف ہے۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ نظریات سے ان کی مراد کیا ہے؟ اگر نظریات سے مراد ان کی اصول دین ہے تو مہربانی کر کے بتلائیں کہ اس کتاب میں لکھے ہوئے اصول دین میں سے عقیدے کی کون سی بات سے آپ کو اختلاف ہے؟ اور اصول دین میں سے کسی عقیدے کے بارے میں انہوں نے کیا لکھا ہے؟ اور کیا کہا ہے؟ اور آپ کیا کہتے؟

اور اگر نظریات سے مراد آپ کی فروع دین ہے تو آپ ان کو مجتہد مانیں یا نہ مانیں، وہ اجتہاد کا دعویٰ رکھتے ہیں اور بزرگ ترین مراجع عظام نجف کے دیئے ہوئے اجتہاد کے اجازے ان کے پاس ہیں اور انہوں نے فقہ میں ایک ضخیم و مبسوط کتاب جو دو جلدوں پر مشتمل ہے "قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ" کے نام سے لکھی ہے۔ جس کے آخر میں نجف اشرف کے سات کے قریب بزرگ مجتہدین عظام کے اجازہ جات اجتہاد کے فوٹو بھی دیئے گئے ہیں۔ اور ان مجتہدین عظام نے

انہیں مرتبہ اجتہاد پر فائز ہونے اور ملکہ استنباط رکھنے کی سند کے ساتھ انہیں حدیث کی تمام کتابوں سے اجازہ روایت حدیث دے کر انہیں فقہا الامجاد میں سے قرار دیا ہے۔ پس آپ یہ سمجھ لیں کہ ان کی فروع دین سے متعلق بات ان کے مقلدین کے لئے ہے اور ان کو کسی مجتہد کے کسی فروعی مسئلہ میں اختلاف کا کوئی حق نہیں۔ وہ جس مجتہد کی چاہیں تقلید کرلیں انہیں کون منع کرتا ہے۔ البتہ اگر ان کو خود کو اجتہاد کا دعویٰ ہو تو وہ اپنے اجتہادی مسائل پر مشتمل کتاب میں اپنے اجتہادی مسائل کو بیان کریں۔ جو آپ کو مجتہد سمجھ کر آپ کی تقلید کرنا چاہے گا وہ آپ کی تقلید کرے گا۔ اس صورت میں ڈھکو صاحب کے مقلدین کو آپ پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہو گا۔ لیکن شیعیوں کے نام کے مقابلہ میں "بالاسری" نام رکھنے کی طرح کسی کو خالصی یا ڈھکو گروپ کا نام دینا صرف شیعیوں کی مکاری، عیاری اور فریب کاری سمجھا جائے گا۔

باقی رہ گئی رسوم کی بات تو نہ تو وہ واجب میں آتے ہیں نہ مستحب میں۔ نہ وہ اصول دین سے ہیں نہ فروع دین سے۔ اگر ان کے لئے خاص طور پر منع کا حکم نہیں آیا تو ان کے کرنے کا بھی کوئی حکم نہیں ہے۔ یہ ہر صورت بندوں کی اپنی ایجاد ہوتی ہیں۔ لیکن اگر انہیں خاص طور پر حکم شرع سمجھ کر نہ بجالایا جائے اور اس میں کسی قسم کا تجاوز نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے بجا لانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن ان میں اکثر تجاوز ہو جاتا ہے۔ مگر اس تجاوز کو روکنے کی کوئی ہمت نہیں کرتا۔

ہمارے قصبہ برست ضلع کرنال میں جلوس عزاء کے آگے آگے باجے اور تاشے بجائے جاتے تھے۔ جب میں اپنے زمانہ طالب علمی میں مدرسہ باب العلم اورینٹل کالج نوگانواں سادات سے محرم کی چھٹیوں پر گھر آیا تو میں نے آلات لہو ولعب کی حرمت کے بارے میں تازہ تازہ پڑھا ہوا تھا تو میں نے اپنے قصبہ کے ایک معروف بزرگ سید ذیشان حسین زیدی صاحب مرحوم و مغفور سے جو ایک معروف وکیل، مجلس خوان واعظ اور بڑے دیندار آدمی تھے۔ عین اثناء جلوس میں کہا کہ جلوس عزا کے سامنے اس ڈھول باجے اور تاشوں کا بجانا درست نہیں ہے کیونکہ ان کا بجانا تو عام حالات میں بھی حرام ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ "چپ رہو"!

مجھے معلوم ہے۔ لیکن اگر ہم نے روکنے کی بات کی تو تم بھی پٹو گے اور میں بھی پٹوں گا۔

بیشک جو غلط بات کسی معاشرے میں رائج ہو جاتی ہے۔ چاہے اس کی حرمت مسلمہ ہو، اس کا روکنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اگر ہم برست سے نہ اجڑتے تو ہمارے یہاں جلوس کے آگے وہ باجے اور تاشے آج تک بجتے رہتے یہ ہمارے اجڑنے کی برکت ہے کہ اب یہ بدعت اور حرام کام ہمارے جلوس میں ختم ہو گیا۔

ڈھکو صاحب نے بڑی دلیری کی اپنی کتاب "اصلاح الرسوم" میں تعزیہ کے جلوس کے ساتھ ڈھول و شرنا یا اسی قسم کے دیگر آلات لہو و لعب کے استعمال کو محرمات شرعیہ لکھ دیا۔ تو مبلغین مذہب شیعیہ ایران کے مجتہدین میں سے بعض کے ایسے فتوے بھی لے آئے جن میں جلوس عزا میں ڈھول باجے کا بجانا جائز کہا گیا ہے۔ اور یہ فتوے انہوں نے "اصلاح الرسوم" کے جواب میں لکھی ہوئی اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں۔ بہرحال شیعیوں کے لئے ایسے مجتہدین کے ایسے فتوے بڑے کارآمد ہیں جو ہر حرام اور ناجائز کام کو جلوس عزا میں جائز کہیں۔

ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ جن دنوں آیت اللہ آقائے حسین بروجردی مرجع تقلید شیعان جہاں تھے تو ایک صاحب نے ان سے یہ فتویٰ پوچھا تھا کہ ہمارے یہاں جلوس عزا میں باجے اور تاشے بجائے جاتے ہیں۔ اس کی آواز بڑی غم انگیز ہوتی ہے۔ ڈنکے کی ہر چوٹ سے درد ٹپکتا ہے۔ اس سے لہو و لعب مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے صرف لوگوں کو جمع کرنا مطلوب ہوتا ہے۔ کیا اس صورت میں جلوس عزا میں باجے اور تاشے بجانا جائز ہے۔

آقائے بروجردی نے تمام باجوں کا نام لکھ کر فرمایا کہ: "طبل و نے و نفیری و فلاں و فلاں وغیرہ حرام است و عزائے سید الشہداء آن را حلال نتواں کرد"

یعنی ہر قسم کا باجہ جلوس عزا میں بجانا حرام ہے۔ اور عزائے سید الشہدا اسے حلال نہیں کر سکتی۔

محترم علمائے کرام میں نے محدث نوری کی کتاب "لولوء و المرجان" اور آقائے شہید مطہری کی کتاب "تحریفات عاشورا" پڑھی ہے۔ اور اگر آپ نے بھی پڑھی ہو تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ڈھکو صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ ان دونوں

بزرگ مجتہدین کی مذکورہ کتابوں کا "پاسنگ" بھی نہیں ہے۔ مگر ایران کے نہ تو کسی عالم نے انہیں کچھ کہا۔ اور نہ ہی کسی دوسرے کسی مجتہد نے ان کے خلاف کوئی فتویٰ دیا۔ مذکورہ دونوں کتابوں کا پاکستان میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ اور یہ دونوں کتابیں مدت سے مارکیٹ میں ہیں مگر سارے شیعوں کو سانپ سونگھا ہوا ہے اور ان کے خلاف کوئی نہیں بولتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیعوں کو ان کے خلاف بولنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اور ڈھکو صاحب کے خلاف بھی ان کو بولنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی اگر وہ شیعیت کے خلاف نہ بولتے۔ شیعیت کے خلاف کچھ نہ لکھتے اور شیعیت کے خلاف کچھ نہ کہتے۔ یہ خالصی اور ڈھکو صاحب کے خلاف سارا شور شیعیت کے دفاع میں ہے۔ جو پاکستان کے بزرگ شیخی مبلغ مولانا محمد بشیر انصاری صاحب کے فرمان کے مطابق "اوجب واجبات" میں سے ہے۔ اور ثبوت اس کا یہ ہے کہ وہ خالصی اور ڈھکو صاحب کے خلاف اس طرح سے پروپیگنڈہ کرتے ہیں' جیسا کہ انہوں نے جو بات کہی ہے' وہ بالکل نئی ہے۔ اور آج تک ایسی بات کسی شیعہ عالم محدث فقیہ' مجتہد اور مرجع نے نہیں کہی۔ لہٰذا یہ ایک نیا مذہب ہے اور اس مذہب کا نام عراق میں خالصیت ہے اور پاکستان میں اس مذہب کا نام ڈھکو مذہب ہے۔

محترم علمائے کرام رسوم کے بارے میں تو ہمیں کوئی تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سب ایجاد بندہ ہوتی ہیں اگر ان کو کوئی نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے' ان کے نہ کرنے سے کوئی پہاڑ نہیں ٹوٹ پڑتا۔ لیکن اگر کوئی کرنا چاہے تو پھر یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس میں کوئی غیر مشروع بات نہ ہو اور حد سے تجاوز نہ ہو۔ اور اس بات کا بتلانا فقہا کا فرض ہے اور اصول دین کے بارے میں بھی کوئی تبصرہ کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت اس لئے نہیں ہے' کیونکہ اصول دین کے بارے میں فریب خوردگان شیعیت میں سے کسی نے کوئی بات نہیں کہی ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی اسے چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ فروع دین میں سے دو باتیں جو کسی نہ کسی طرح فروع دین کے ذیل میں آتی ہیں اور مستحب شمار ہوتی ہیں۔ ان میں ایک عزاداری کی رسوم سے متعلق ہے۔ جو فروع دین میں سے "تولا" کے ذیل میں آتی ہے۔ اور دوسرا اذان ہے' جو فروع دین میں سے نماز کا

دیباچہ ہے' اور مستحب کے ذیل میں آتی ہے۔ اور شیخی مبلغین اور فریب خوردگان مذہب شیعہ ذاکرین نے زیادہ شور ان ہی دو کے بارے میں مچایا ہے اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ جیسے کہ ان دونوں باتوں کے بارے میں جو کچھ خالصی اور ڈھکو صاحب نے لکھا ہے اس سے پہلے کسی نے نہیں لکھا' لہٰذا عراق میں یہ خالصی مذہب ہے اور پاکستان میں یہ ڈھکو مذہب ہے۔

محترم علمائے کرام ساتواں سوال میرا آپ سے یہ ہے کہ کیا ڈھکو صاحب نے عزاداری کو حرام کہا ہے؟ یا ماتم کرنے کو حرام کہا ہے یا تعزیہ کی شبیہ بنانے کو حرام کہا ہے۔ یا ذوالجناح بنانے کو حرام کہا ہے؟ یا علم نکالنے کو حرام کہا ہے۔ یقیناً ہرگز نہیں' جہاں تک دوسرے تجاوزات کا تعلق ہے تو خالصی یا ڈھکو صاحب ان میں منفرد نہیں ہیں جب اور دوسرے مجتہدین نے بھی ان تجاوزات کو غلط اور ناجائز کہا ہے تو صرف خالصی اور ڈھکو صاحب کے خلاف یہ شور و غوغا کیوں ہے؟ بروجردی صاحب کے خلاف کیوں نہیں؟ خامنہ صاحب کے خلاف کیوں نہیں؟ اس کی اصل وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ یہ تجاوزات ہمارے معاشرے میں رواج پا چکے ہیں لہٰذا وہ شیعیت کے دفاع میں اور مقابلہ میں "بالا سری" کی بجائے دوسرا نام لانا چاہتے ہیں' اور وہ نام حسب عادت وہی ہو سکتا ہے جس نے شیخی عقائد کا رد و ابطال کیا ہے۔ ورنہ خالصی اور ڈھکو صاحب کے تو والد بزرگوار بھی اس وقت پیدا نہ ہوئے ہوں گے جب ہمارے علماء و مجتہدین و فقہاء نے ان تجاوزات کے خلاف بیان دیا ہے۔ ہم نمونہ کے طور پر ایک معروف مفسر قرآن اور ہندوستان کے بزرگ عالم دین جن کا سن پیدائش ان کی تفسیر کے اول میں 1244ء لکھا ہے اور جن کا ذکر آقا بزرگ تہرانی نے اپنی کتاب "اعلام الشیعہ" میں کیا ہے اور ان کی سوانح لکھنے والے نے ان کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ وہ صرف و نحو و معانی و منطق و فقہ و اصول فقہ و حدیث و درایت حدیث و تفسیر وغیرہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اور فلسفہ و ہیئت و نجوم و ریاضی و معقول و منقول وغیرہ میں پورا پورا کمال رکھتے تھے' وہ اپنی تفسیر جلد اول پارہ ۲ رکوع ۳ ص ۶۹ آیہ مبارکہ "ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع"۔ الخ کی تفسیر میں یہ لکھنے کے بعد کہ اس آیت کے مصداق کامل امام حسین علیہ السلام ہیں اور ان کی مصیبت پر رونے اور رلانے کا ثواب لکھنے

کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔

1- "اکثر آدمی بدعتیں کر کے اپنے ثواب کو ضائع کرتے ہیں' باجے بجاتے اور بجواتے ہیں" سطر۔ ۱۲

2- "مرثیوں میں جھوٹی روایتیں اپنی طرف سے ایجاد کر کے داخل کرتے ہیں' غلو اور تفویض کی روایتوں کو مجلسوں میں بیان کر کے لوگوں کے ایمان کو فاسد کرتے ہیں۔" سطر۔ ۱۳

3- جو راگ شرع میں ممنوع ہے اس میں مرثیوں کو پڑھتے ہیں۔ سطر۔ ۱۴

4- تعزیوں پر محتاج آدمی تو اپنے احتیاج کی عرضیاں باندھتے ہیں سطر۔ ۱۵

5- یا کاغذ کی روٹی کتر کر باندھتے ہیں اس سے مراد ہے کہ اگر میری آسودگی اور فراغت ہو گی تو میں چاندی کی روٹی گھڑوا کر تعزیہ پر چڑھاؤنگا۔ سطر۔ ۱۶

6- اور بے اولاد آدمی کاغذ کا لڑکا کتر کر تعزیہ پر باندھتے ہیں اس ارادہ سے کہ اگر ہمارے لڑکا پیدا ہو گا تو ہم چاندی کا لڑکا گھڑوا کر تعزیہ پر چڑھائیں گے۔ سطر۔ ۱۷

7- اور بعض جہلا جو تعزیہ کو سجدہ کرتے ہیں اور یہ طریقہ کفار و مشرکین کا ہے اس سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ سطر۔ ۲۰

8- اور تعزیہ اور علم پر زیارت کا پڑھنا نہ چاہیے۔ سطر۔ ۲۱

9- البتہ اگر کربلائے معلی کی طرف منہ کر کے حضرت امام حسین کے روضہ کی نیت سے زیارت پڑھے تو مضائقہ نہیں۔ سطر۔ ۲۲

محترم علمائے کرام یہ مولانا عمار علی صاحب مفسر قرآن عمدہ البیان آج سے تقریباً پونے دو سو سال پہلے ہوئے ہیں کیا انہوں نے ان تجاوزات کو بدعت نہیں کہا ہے جو عزاداری کے سلسلہ میں کی جاتی ہیں؟ بلکہ بعض باتوں کو صریحاً کفر اور شرک کہا ہے' مگر مبلغین شیعہ اور فریب خوردگان مذہب شیعہ ذاکرین پر اس بدعت کو جسے خالصی یا ڈھکو صاحب نے بدعت لکھ دیا اسے پاکستان کے بے خبر کم علم سادہ لوح شیعہ عوام میں اچھال کر یہ ظاہر کرتے ہیں جیسے کہ صرف خالصی اور ڈھکو صاحب پہلے شخص ہیں جنہوں نے ایسی باتوں کو بدعت یا کفر اور شرک کہا ہے تاکہ "بالا

سری" کے نام کی بجائے اب شیعہ کے مقابلہ میں خالصی یا ڈھکو مذہب کہا جا سکے۔

محترم علمائے کرام آٹھواں سوال میرا آپ سے یہ ہے کہ خالصی اور ڈھکو صاحب سے کہیں پہلے اگر بروجردی صاحب ڈھول تاشے بجانے کو جلوس عزا میں حرام قرار دیں تو وہ بروجردی مذہب کیوں نہیں؟ اور ڈھکو صاحب اسی بات کو حرام لکھ دیں تو وہ ڈھکو مذہب کیوں؟ بروجردی صاحب تلوار کے ماتم کو حرام کہیں تو وہ بروجردی مذہب کیوں نہیں؟ اور ڈھکو صاحب محض سابقہ فقہا کے حوالہ کے ساتھ اپنے مرجع سے پوچھنے کا کہ کر عدم جواز کا رجحان بھی ظاہر کریں تو وہ ڈھکو مذہب کیوں؟ یا کم از کم قابل اعتراض کیوں؟

محترم علمائے کرام اب میں ایک انتہائی حساس مسئلہ کی طرف آتا ہوں' اور یہ مسئلہ اذان میں شہادت ثالثہ کہنے کا مسئلہ ہے۔ اور چونکہ پاکستان کے اکثر بے خبر کم علم بلکہ لاعلم اور سادہ لوح شیعہ عوام کو خود آپ نے یہ نہیں بتایا کہ یہ فقرہ جزء اذان نہیں ہے' لہذا اسے صرف تبرکاً یا تیمناً یا قربتاً کہنا چاہیے۔ چنانچہ وہ اس جملہ سمیت ۲۰ کے ۲۰ فصول کو اجزاء اذان سمجھتے ہوئے ہی اذان میں کہتے رہے ہیں' جس سے اکثر شیعہ علماء و محدثین و فقہاء و مجتہدین و مراجع عظام کے فتوے کے مطابق اذان باطل ہو جاتی ہے۔ اور ہمارے بچوں کی دینیات کی چھوٹی کتابوں میں جو اذان لکھی ہوئی ہے۔ اس میں اس بات کو واضح کر کے نہیں لکھا گیا۔ جس سے سمجھ میں یہی آتا ہے کہ یہ ۲۰ کے ۲۰ فصول ہی اجزاء اذان ہیں۔ اور اس کے ذمہ دار خود آپ ہیں۔ اگر آپ نے اپنی یہ ذمہ داری پوری کی ہوتی تو "مخلصین شیعہ اور فریب خوردگان مذہب شیعہ ذاکرین کو ہرگز ہرگز شور مچانے کا موقع نہ ملتا۔

محترم علمائے کرام میں گمان نہیں کرتا کہ آپ کو یہ بات معلوم نہ ہوگی کہ بارہویں صدی ہجری تک کسی بھی شیعہ عالم محدث' فقیہ' مجتہد اور مرجع نے شہادت ثالثہ کو جزء اذان نہیں کہا' اور میں یہ بھی گمان نہیں کرتا کہ آپ کو عالم ہونے کی حیثیت سے یہ معلوم نہ ہو کہ مذہب شیعہ کی کسی بھی حدیث کی کتاب میں شہادت ثالثہ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام شیعہ حدیث کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ اذان کے مذکورہ ۱۸ جملے یا ۱۸ فصول بذریعہ وحی القاء ہوئے تھے اور خدا کی طرف سے جبرئیل یہ وحی لے کر آئے تھے اور انہوں نے خود حضرت علی کی

موجودگی میں پیغمبرؐ کو یہ اذان دے کر سنائی تھی۔ اور حضرت علیؑ سے پیغمبرؐ نے یہ دریافت کرنے کے بعد کہ کیا تم نے بھی یہ اذان سن لی ہے؟ اور ان کے یہ کہنے کے بعد کہ ہاں سن لی ہے۔ پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ کو یہ حکم دیا تھا کہ تم یہ اذان بلالؓ کو تعلیم کر دو۔ چنانچہ، حضرت علی نے پیغمبرؐ کے حکم سے بلال کو یہ اذان تعلیم کی اور بلال پیغمبرؐ کے تمام زمانہ حیات تک یہی اذان دیتے رہے۔

لیکن تیرہویں چودہویں صدی ہجری میں اس کے کثرت سے رواج پا جانے کی وجہ سے بعض مجتہدین صرف یہاں تک پہنچے تھے کہ بعید نہیں ہے کہ یہ جزء مستحب اذان ہو۔ لیکن پندرہویں صدی ہجری کے بعض مجتہدین نے اسے کھل کر ہی جزء اذان لکھ دیا" اور صاف کہہ دیا کہ اذان کے ۲۰ فصول ہیں اگرچہ آج بھی بہت سے مجتہدین و مراجع عظام اس کی جزئیت کے قائل نہیں ہیں۔ اور اس کے جزء ہونے کے سختی کے ساتھ انکاری ہیں۔

محترم علمائے کرام ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ کیا شہادت ثالثہ کو جزء اذان کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا نے جو اذان جبرئیل امین کی معرفت بذریعہ وحی نازل کر کے سنوائی تھی اس کے پہنچانے میں نعوذ باللہ پیغمبرؐ نے اور حضرت علی نے خیانت کی ہے؟ یا اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اب پندرہویں صدی ہجری کے ان مجتہدین پر جنہوں نے اسے جزء اذان قرار دیا ہے اور اذان کے ۲۰ فصول لکھے ہیں خود ان پر خدا کی طرف سے یہ وحی آئی ہے یا خدا نے خود پیغمبر کو تو شریعت سازی کا اختیار نہیں دیا تھا لیکن ان مجتہدین کو خود شریعت سازی کا اختیار دیدیا ہے۔ جب کہ بہت سے بزرگ مجتہدین اب بھی اس کے جزء اذان ہونے کے سختی کے ساتھ انکاری ہیں۔

محترم علمائے کرام ہم نے اذان کے بارے میں اپنی کتاب تبصرۃ المہموم میں ایک مفصل مقالہ تحریر کیا ہے اور شیخی حضرات ولی کے جو معنی لیتے ہیں اس پر بھی کچھ روشنی ڈالی ہے۔ لیکن کچھ استدراک یہاں پر بھی پیش کیا جاتا ہے۔

اگرچہ فروعی مسائل میں بحث کرنے کا حق اور فروعی مسائل میں اپنی تحقیق پیش کرنے کا حق صرف مجتہدین کو ہی ہے۔ لیکن جب بات عوام میں آپڑی ہے اور وہ فریب خوردگان مذہب شیعہ ذاکرین جن کا مبلغ علم صرف دو چار پڑھنے تک ہے

اب اجتہاد کر رہے ہیں تو ان کا جواب دینا اور ہماری طرف سے اس کی علمی تحقیق پیش کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

محترم علمائے کرام خداوند تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ لہٰذا اس سے بہتر کون بیان کر سکتا ہے کہ اس کی عبادت کس طرح کی جائے۔ چنانچہ اس نے اذان کی پہلی دو شہادتوں میں ایک طرح سے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔

پہلی شہادت جس کا اس نے اعلان کرایا وہ توحید کی شہادت ہے: "اشہد ان لا الہ الا اللّٰہ" یہ شہادت صرف ایک فقرہ ہی فقرہ نہیں ہے۔ بلکہ اس میں اس کی توحید ذات۔ توحید صفات۔ توحید افعال۔ توحید عبادت۔ اور توحید صفات میں سے اس کی تمام صفات ثبوتیہ مع عدل الٰہی اور تمام صفات سلبیہ کا اقرار اور گواہی ہے۔ لہٰذا موذن کو ان باتوں کو علیحدہ سے ذکر کرنے اور ان باتوں کی علیحدہ سے گواہی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ حالانکہ بعض لوگ خدا کے لئے عدل کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن ہم خود کو دوسروں سے ممتاز کرنے کے لئے بھی علیحدہ سے اس کے عدل کی گواہی نہیں دیتے اور اذان میں اس کے "قائما بالقسط" ہونے کی گواہی نہیں دیتے۔ پس جونہی موذن نے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہا تو ان سب باتوں کی گواہی اس ایک فقرے میں آگئی۔

اس کے بعد دوسری شہادت جس کا خداوند تعالیٰ نے اعلان کرایا وہ رسالت کی گواہی ہے: "اشہد ان محمد رسول اللّٰہ" یہ شہادت بھی صرف ایک فقرہ ہی فقرہ نہیں ہے۔ بلکہ خداوند تعالیٰ نے اس فقرے میں بھی دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ 'پیغمبرؐ' کا کوئی لقب یا خطاب نہیں ہے۔ بلکہ یہ پیغمبرؐ کی رسالت کی گواہی ہیں۔ بالفاظ دیگر یہ ان تمام باتوں کی گواہی ہے جو پیغمبرؐ نے خدا کی طرف سے پہنچائی ہیں۔ اس گواہی میں تمام نبیوں کی گواہی ہے۔ اس میں تمام رسولوں کی گواہی ہے۔ اس میں جنت کی گواہی ہے اس میں دوزخ کی گواہی ہے۔ اس میں توریت کے کتاب خدا ہونے کی گواہی ہے۔ اس میں انجیل کے کتاب خدا ہونے کی گواہی ہے اس میں زبور کے کتاب خدا ہونے کی گواہی ہے اس میں قرآن کے کتاب خدا ہونے کی گواہی ہے۔ اس میں بیت المقدس کے قبلہ اول ہونے کی گواہی ہے۔ اس میں کعبہ کے قبلہ ہونے کی گواہی ہے۔ اس میں تمام فرشتوں کی

گواہی ہے۔ اس میں قیامت کے آنے کی گواہی ہے۔ اس میں پیغمبر کے بارہ جانشینوں یعنی حضرت علیؑ سے لے کر امام مہدی آخر الزمان تک سب اماموں کی گواہی ہے۔ غرض پیغمبر پر جو کچھ خدا کی طرف سے نازل ہوا اس فقرے میں اس سب کی گواہی ہے۔ پس جب مئوذن اشھد ان محمد رسول اللہ کہتا ہے تو اس نے اس شہادت میں ان تمام باتوں کی گواہی دیدی ہے جو پیغمبر نے خدا کی طرف سے امت کو پہنچائی ہیں۔ ورنہ اعتقاد میں تو توحید و رسالت کے ساتھ قیامت کی گواہی دینا بھی لازم و واجب ہے۔ اور یہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے اور خدا کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کے ساتھ کوئی بھی شخص قیامت پر ایمان رکھے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم خدا کی طرف سے تعلیم کردہ ایک مشروع عبادت میں خود اپنی طرف سے اذان میں قیامت کی گواہی کا اضافہ کر لیں اور اذان میں یہ گواہی دیں کہ "اشھد ان الساعۃ آتیۃ لا ریب فیھا" حالانکہ قرآن و احادیث و روایات آئمہ اطہار میں اس بات کا عقیدہ رکھنے اور اس بات کی گواہی دینے کی بہت تاکید وارد ہوئی ہے۔ مگر یہ گواہی عقیدہ اور ایمان کے اظہار کے لئے ہے۔ اذان میں بیان کرنے کے لئے نہیں ہے۔ اور یہی حال شہادت ثالثہ کی گواہی کا ہے۔

محترم علمائے کرام دسواں سوال میرا آپ سے یہ ہے کہ مبلغین شیخیہ اور فریب خوردگان مذہب شیخیہ ذاکرین کے یہ شور مچانے کی وجہ تو سمجھ میں آتی ہے کہ یہ صرف خالصی اور ڈھکو صاحب ہیں جنہوں نے شہادت ثالثہ کو بدعت اور حرام کہا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے مقابلہ میں اب شیعان حقہ جعفریہ کو "بالاسری" نہیں کہہ سکتے۔ لہذا مولانا محمد بشیر انصاری صاحب کی انگیخت پر مذہب شیخیہ کے مقابلہ میں انہوں نے شیعہ حقہ جعفریہ کا دوسرا نام خالصی اور ڈھکو رکھنے کے لئے یہ جھوٹ بولا ہے۔ لیکن علمائے کرام میں سے بعض علماء کا ان کی ہاں میں ہاں ملانا سمجھ میں نہیں آتا۔ میں علمائے کرام سے معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ جنہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ صرف خالصی اور ڈھکو صاحب ہیں جنہوں نے شہادت ثالثہ کو بدعت اور حرام کہا ہے' وہ یا تو شیخی ہو گئے ہیں اور انہوں نے مذہب شیخیہ اختیار کر لیا ہے۔ یا پھر وہ عالم نہیں ہیں یعنی مذہب شیعہ کی حدیث اور فقہ کی کتابوں کا انہیں کوئی علم نہیں

ہے کہ ان میں کیا لکھا ہے وہ صرف علماء کی یونیفارم عمامہ و عبا پہن کر آگئے ہیں' یا وہ شیخیوں سے ڈر گئے ہیں اور ڈر کر ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں کیونکہ علماء کو تو یہ بات معلوم ہے کہ شیعوں کی حدیث کی کسی بھی کتاب میں شہادت ثالثہ کا ذکر نہیں ہے۔ اب رہ گئی بدعت اور حرام کہنے کی بات تو جو علماء ہیں انہیں معلوم ہے کہ گذشتہ ایک ہزار سال کے پھیلے ہوئے عرصہ میں بہت سے شیعہ علماء و محدثین و فقہاء و مجتہدین و مراجع عظام نے خالصی اور ڈھکو صاحب سے بھی زیادہ سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ہم نے ایضاح الموہوم کے جواب میں اپنی کتاب تبصرۃ المعصوم میں جو حوالہ دیا تھا وہ بھی بامر مجبوری دیا تھا تاکہ شیخیوں کی یہ بات سچ نہ سمجھ لی جائے۔ کہ یہ بات صرف خالصی اور ڈھکو صاحب نے ہی کہی ہے۔ اور اب بھی مصلحتاً باقی حوالے بیان کرنے سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ لیکن اگر ان علماء نے اس مضمون کے وصول ہونے کے ساتھ ہی اپنے اس قول سے رجوع نہ کیا اور یہ تسلیم نہ کیا کہ یہ صرف خالصی اور ڈھکو صاحب وہ پہلے شخص نہیں ہیں جنہوں نے شہادت ثالثہ کے بارے میں ایسا کہا ہے' تو پھر ہمیں مجبوراً وہ تمام حوالے شائع کرنے پڑیں گے اور یہ بات قربۃ الی اللہ شیخیوں کے مقابلہ میں شیعہ جعفریہ حقہ اثنا عشریہ کے دفاع میں ہو گی کیونکہ شیخی مبلغین نے اپنے مقابلہ میں بالاسری کی بجائے خالصی اور ڈھکو مذہب نام رکھنے کا پروگرام بنایا ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ شیخی حضرات جو فی الحقیقت مفوضہ ہیں اور عقیدہ تفویض کو فلسفہ کی دلیلوں اور صوفیوں کی مثالوں کے ذریعہ درست کرنے کی وجہ سے شیخی کہلاتے ہیں' شیخ صدوق پر بھی حملہ کرنے سے باز نہیں آئے' اور انہوں نے شیخ صدوق کو جنہیں بزرگ ترین شیعہ علماء و محدثین و فقہا نے صدوق کا خطاب دیا تھا "کذوب" کا خطاب دیا۔

لہذا میں اس بطل جلیل کے دفاع میں یہ ثابت کرنے پر مجبور ہوں کہ شیخ صدوق کا یہ کہنا کہ یہ اضافہ مفوضہ نے کیا ہوا ہے بالکل درست ہے۔ کیونکہ قطعاً و یقیناً یہ اضافہ مفوضہ ہی کا کیا ہوا ہے۔ اور یہ بات اشھد ان علیا ولی اللہ کے معنی میں غور کرنے سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے۔ کیونکہ لغت کی کتابوں میں ولی کے متعدد معنی لکھے ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں جو معنی قابل غور ہیں وہ صرف تین ہیں۔

نمبر1- ولی کے معنی دوست ہیں لہٰذا ولی اللہ کی ترکیب اضافی کے معنی "اللہ کا دوست" بنتے ہیں۔ اگرچہ یہ معنی درست ہیں لیکن یہ معنی حضرت علی کے بارے میں عقیدہ کی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ لہٰذا یہ گواہی بے فائدہ ہے۔

نمبر2- ولی کے معنی حاکم و سرپرست و نگران و فرمانروا ہیں اس صورت میں ولی کی اضافت رعایا کی طرف ہوگی خدا کی طرف نہیں۔ جیسے کہ احادیث میں آیا ہے کہ پیغمبرؐ نے حضرت علی کو ولیکم فرمایا' یعنی تمہارا حاکم تمہارا فرمانروا یا ولی کل مومن و مومنہ فرمایا۔ یعنی ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کا ولی۔ یہ معنی درست ہیں یعنی حضرت علیؑ پیغمبر کے بعد ان کے جانشین ہونے کی صورت میں مومنین کے حاکم و سرپرست و فرمانروا ہیں۔ لہٰذا اس معنی میں "ولی اللہ" کی بجائے "ولی المومنین" کہنا چاہئے تھا جو کسی نے نہیں کہا۔

نمبر3- ولی کے معنی وکیل و مختار کار کے ہیں اس صورت میں خدا کے ساتھ لفظ ولی کی اضافت کا معنی یہ ہوگا کہ خدا نے حضرت علی کو اپنا مختار کار بنا دیا ہے۔ اور خدا کی بجائے وہی سارے کام انجام دیتے ہیں اور خدا نے یہ تمام کام ان کو سپرد کر دیئے ہیں۔ اور یقیناً یہ مفوضہ کا عقیدہ ہے۔ لہٰذا "ولی اللہ" کی یہ ترکیب اضافی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہ اضافہ مفوضہ کی کارگذاری ہے جب انہوں نے اسے رواج دیدیا تو یہ بات شیعوں کو بھی پسند آئی اور انہوں نے بھی ان کی دیکھا دیکھی اسے کہنا شروع کر دیا اور میری اس بات پر آقائے شیخ جعفر کبیر کاشف الغطاء کی کتاب کشف الغطاء گواہ ہے وہ اپنی کتاب کشف الغطاء میں فرماتے ہیں کہ:

"لانہ لو کان من فصول الاذان لنقل بالتواتر فی ھذا الزمان و لم یخف علی احد من احاد من الناس و انما ھو من وضع المفوضۃ الکفار المستوجبین الخلود فی النار و لعل المفوضۃ ارادوا ان اللہ فوض الخلق الی علی علیہ السلام فساعد علی الخلق فکان ولیا و معینا' فمن اتی بذالک قاصداً بہ التاذنین فقد شرع فی الدین و من قصد جزء من الاذان فی الابتداء بطل اذانہ بتمامہ" (کشف الغطاء ص ۲۲۸)

ترجمہ:- اور اگر یہ فقرہ اذان کے فصول میں ہوتا تو ضرور اس دور میں تواتر کے

ساتھ منقول ہوتا۔ اور کسی فرد بشر پر مخفی نہ رہتا۔ اور سوائے اس کے نہیں ہے کہ یہ فقرہ جہنم کے سزاوار کافر مفوضہ کا گھڑا ہوا ہے۔ اور مفوضہ اس من گھڑت اضافہ سے یہ بتانا چاہتے تھے کہ خدا نے خلق کا نظام علی کو سپرد کر دیا ہے۔ اور ساری خلق کا نظام وہی چلاتے ہیں۔ پس وہ اللہ کے ولی یعنی مختار کار اور معین و مددگار ہیں۔ پس جو شخص اذان کے قصد سے اس فقرے کو پڑھے تو یقیناً اس نے دین میں خود سے شریعت سازی کی ہے اور جو اذان کے شروع میں اس فقرے کو جزء اذان ہونے کا ارادہ کرے گا تو اس کی پوری اذان ہی باطل ہو جائے گی۔"

محترم علمائے کرام شیخ جعفر کبیر کاشف الغطاء کا سن وفات 1228ھ ہے اور انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ آپ نے ملاحظہ کر لیا جو اس بات کا ثبوت ہے کہ شیخ صدوق نے ویسے ہی اسے مفوضہ کا اضافہ قرار نہیں دیا تھا' پس خالصی اور ڈھکو صاحب کا نام مبلغین شیعہ صرف اس لئے اچھال رہے ہیں کیونکہ وہ اب شیعان حقہ جعفریہ کو "بالا سری" نہیں کہہ سکتے لہٰذا وہ ان کا "بالا سری" کی بجائے خالصی اور ڈھکو نام رکھنا چاہتے ہیں۔ پس وہ تمام علمائے کرام جنہوں نے یہ کہا ہے کہ ایسا صرف خالصی اور ڈھکو صاحب نے ہی کہا ہے وہ قوم کے مجرم ہیں اور وہ شیعان جعفریہ کو خالصی اور ڈھکو کہلانے میں معاون بنے ہیں لہٰذا اگر انہوں نے اپنی اس غلطی کو تسلیم نہ کیا اور اس جھوٹ بولنے پر تحریری طور پر معذرت نہ کی تو پھر ہم شیعان حقہ جعفریہ کے دفاع میں وہ تمام حوالے شائع کر دیں گے جن میں تیرہویں صدی ہجری تک کے بزرگ ترین شیعہ علماء و محدثین و فقہا و مجتہدین نے نہ صرف اسے بدعت اور حرام کہا ہے بلکہ اس کے کہنے والے کو گنہگار' خطاکار اور خدا کے غضب اور لعنت کا سزاوار کہا ہے اور اسے جزء سمجھ کر کہنے سے اذان کو باطل قرار دیا ہے۔ اور آج تک اس کو نہ کہنے سے کسی نے بھی اذان کو باطل نہیں کہا۔

"وما علینا الا البلاغ"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

DARSE-ALE-MUHAMMAD

SARGODHA ROAD :: LYALLPUR Phone No. : 6541

من عندہ علم الکتاب | انا مدینۃ العلم وعلی بابہا

مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب منتظر شیعہ

زیر اہتمام

درس آل محمد

سرگودھا روڈ۔ لائل پور

فون ۶۵۴۱

تاریخ 22-3-76

محترم جناب کاظم علی رضا صاحب حفظکم اللہ

سلام و اکرام۔ مزاج شریف! آپ کے جملہ خطوط پہنچ گئے ہیں مختصر عرض ہے گوش شنوا سے سماعت فرمائیں۔

میں آج چنیوٹ گیا تھا حسب الحکم نقل مقدمہ حاصل کی، دیکھی اور پڑھی۔ اگلی تاریخ 4/6 دا ہے آپ کی تعمیل کرانے کا اشتہار معاہدہ ہو چکا تھا۔ بفضل اللہ و رسولہ مل ملا کر آپ کی طرف سے شہادت دے کر دو مہینے کے لئے حاضری منسوخ کرا آیا ہوں۔ مگر براہ کرم 4/6 دا سے پہلے فوراً ایک میڈیکل سرٹیفکیٹ اور ایک درخواست بیماری کی میرے پاس لائل پور بھجوا دیں۔ پہلے مقدمہ میں نہ آپ کا کوئی میڈیکل سرٹیفکیٹ شامل ہے نہ درخواست ملاقات لہذا یہ فوراً بھجوا دیجئے۔ پہلی کوشش آپ کی حاضری معاف کرانی دوسری کوشش انشاءاللہ مقدمہ ختم کرانے کی ہوگی۔

میں پہلی دفعہ خود گیا ہوں مولانا عبد کی۔ صاحب کو پورے حالات سنا آیا ہوں اور حاضری دو ماہ کے لئے منسوخ کرا آیا ہوں۔ باقی حاکم خان میرا داماد سخت بے ایمان ثابت ہوا اور بادشاہ معتمد آگے ثابت ہوگا۔ اگر آپ خدا کے لئے میری بات مان جائیں تو کسی کو پیسہ پائی نہ دیں نہ بھیجیں۔ صرف مجھے میڈیکل سرٹیفکیٹ بھیجو اور بس مقدمہ جانے اور میں جانوں۔ دنیا سخت بے ایمان ہے ڈاکٹر احسن صاحب کو بھی آپ نے دیکھ لیا۔ کراچی میں جو کچھ ہوا وہ بھی آپ بخوبی جانتے ہیں اور یار و وغیرہ پر اعتماد کرنا بالکل چھوڑ دیں اور خدا کے لئے نہ پھوڑ دیں اور مجھے بھی کچھ نہ دیں۔ میں انشاءاللہ چنیوٹ والا مقدمہ ختم کرا دوں گا۔ اب میں افسران سے مل چکا ہوں۔ والسلام

محمد اسماعیل

مولف کی تالیفات ایک نظر میں

نمبر	نام کتاب	طبع		
1	شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
2	شیعہ جنت میں جائیں گے مگر کونسے شیعہ	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
3	تبصرۃ الھموم علی اصلاح الرسوم والیضاح الموھوم	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
4	شیعہ علماء سے چند سوال	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
5	نور محمد ﷺ اور نوح نبی وامام	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
6	شیخیت کیا ہے اور شیخی کون	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
7	العقائد الحقیہ والفرق بین الشیعہ والشیخیہ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
8	خلافت قرآن کی نظر میں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
9	امامت قرآن کی نظر میں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
10	ولایت قرآن کی نظر میں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
11	حکومت الٰہیہ اور دنیاوی حکومتیں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
12	فلسفہ تخلیق کائنات در نظر قرآن	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
13	شیعہ اور دوسرے اسلامی فرقے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
14	شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے اور کیا نہیں ہے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
15	بشریت انبیاء ورسل کی بحث	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
16	تحفہ اشرفیہ بجواب تحفہ حسینہ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
17	آیت سخرہ قرآن کا درس توحید	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
18	معجزہ اور ولایت تکوینی کی بحث	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
19	شریعت کے مطابق تشہد کیسے پڑھنا چاہیے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
20	سوچیے کل کے لیے کیا بھیجا ہے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
21	سراب آزادی یا غلامی کی پرفریب زنجیریں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
22	پاکستان میں ملت جعفریہ کا سیاسی کردار	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
23	شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء سے ٹکراؤ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
24	شیعہ عقائد کا خلاصہ	کمپوز	ہوگئی	ہے
25	حضرت آدم علیہ السلام آئینہ سیرت وکردار انبیاء	کمپوز	ہوگئی	ہے